عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۹ | ۲۲ تا ۲۸ / رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۳۳


## رمضان المبارک کا آخری عشرہ

# 7 ستمبر تاریخی حقائق

## اسلام قادیانیت اور اقلیتیں!

## بے گناہ انسان کا قتل

### ناقابلِ معافی جرم


Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

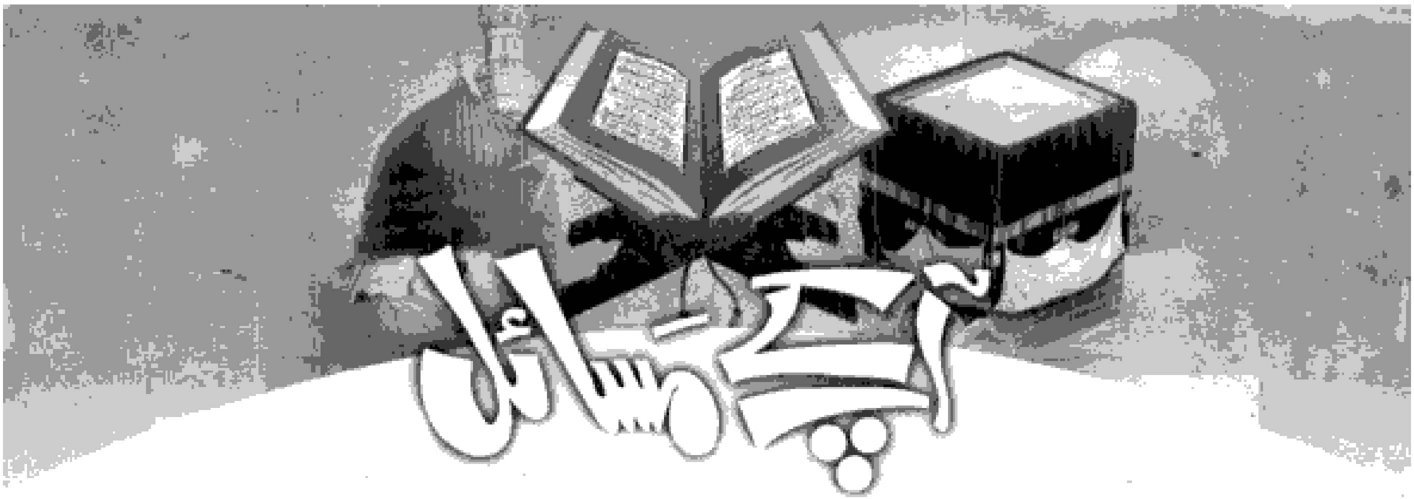


مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

## بدنظری کا علاج

گل محمد، کوئٹہ

س:...... میں بدنظری میں مبتلا ہوں، جس کی وجہ سے شدید ذہنی، جسمانی، روحانی اور قلبی بے چینی کا شکار ہوں، حالانکہ پانچ وقت نماز بھی پڑھتا ہوں، پھر بھی دل کو سکون اور نظر کو آرام نہیں ملتا۔ براہ کرم مجھے اس قبیح خصلت سے چھٹکارے کا وظیفہ کے ساتھ تیر بہدف طریقہ بھی بتادیں تاکہ میں اپنے روزانہ کے دینی و دنیاوی امور یکسوئی و اطمینان کے ساتھ سرانجام دیتا رہوں؟

ج:...... بدنظری بہت بری بلا ہے، اس سے عبادت کی لذت اور دل کا سکون اور چہرے کا نور چلا جاتا ہے۔ آخرت میں اس پر شدید عذاب کی وعید ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بدنظری کرنے والوں کی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ میرے عزیز! یہ بھی آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ بلاشبہ یہ تیر مسلمان کے دین وایمان اور اطمینان وسکون کو گھائل کردیتا ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھا کرو، جان بوجھ کر کسی غیر محرم پر نگاہ نہ ڈالی جائے، اگر پڑ جائے تو فوراً ہٹالی جائے۔ پہلی نگاہ معاف، دوسری نگاہ وبال ہے۔ جب بھی آپ کا دل بدنظری کی طرف مائل ہو تو یہ سوچو کہ کیا میں اپنے باپ، ماں یا استاذ کی موجودگی میں ایسا کرسکتا ہوں؟ اگر نہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت واہمیت ان سے بھی کم ہے؟ نیز آخرت کی سزا کو سوچو اور پھر یہ بھی کہ کیا میں یہ برداشت کرسکوں گا کہ میری بیٹی، بہن، ماں یا بیوی کو کوئی اس طرح کی بھوکی نگاہ سے دیکھے؟ اگر نہیں، تو میں ایسا کیوں کروں؟

## فلم اور ٹی وی انجینئر بننا

محمد رفیق، کراچی

س:...... میں نیشنل آرٹس کالج لاہور سے بیچلر بی اے "فلم اینڈ ٹی وی" میں کرنا چاہتا ہوں، میں نے سنا ہے کہ یہ پیشہ دین اور اسلام کے مطابق حرام ہے اور حرام کی کمائی سے پلا ہوا جسم بھی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ میں پریشان ہوں، مہربانی کرکے راہنمائی ضرور کریں کہ گانے گاکر اور اداکاری کرکے روپیہ کمانا حلال یا حرام ہے؟

ج:...... چونکہ ٹی وی اور فلم عام طور پر حرام اور ناجائز امور کا ذریعہ ہوتی ہے، اس لئے اس کی آمدنی بھی حرام ہوتی ہے، اس لئے آپ کوئی اور شعبہ اختیار کریں اور اس شعبہ کو نہ اپنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے۔ آمین۔

س:...... گانے گاکر اور اداکاری کے ذریعے روپے کمانا دین اور اسلام میں حلال یا حرام ہے؟

ج:...... گانے گاکر اور اداکاری کرکے پیسے کمانا، ناجائز اور حرام ہے۔ اس لئے کہ اداکاری اور گلوکاری حرام ہیں اور ذریعہ حرام سے جو رقم کمائی جائے وہ بھی حرام ہے۔

## بلاوضو ذکر، درود اور بیان کرنا

سلمیٰ، کراچی

س:...... کیا بے وضو بیان دے سکتے ہیں، دعا کرسکتے ہیں؟ اکثر جگہ پر اللہ کا ذکر ہوتا ہے، وہ بے وضو کرسکتے ہیں؟ درود شریف بھی بے وضو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ کے پاس کوئی قبض کا نسخہ ہو تو لکھ دیں، اس طرح کی بات رہی تو میری دین دنیا کیسے بہتر ہوسکتے ہے؟ کیا میں گناہگار ہورہی ہوں؟ بہت پریشان ہوں، تسلی بخش جواب دیں اور میرے لئے دعا کریں۔

ج:...... آپ نہار منہ سادہ پانی پیا کریں نیز کھانا کھانے سے پہلے پانی پیا کریں بعد میں پانی نہ پیا کریں اور پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا کریں شوربے والے سالن استعمال کیا کریں انشاء اللہ قبض اور گیس نہیں رہے گا۔ اگرچہ بہتر اور افضل یہ ہے کہ یہ تمام کام باوضو کئے جائیں تاہم ضرورت اور مجبوری کے تحت درود شریف، ذکر اور بیان وغیرہ بلاوضو کئے جاسکتے ہیں۔

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۹ — ۲۲ تا ۲۸/ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق یکم تا ۷/ ستمبر ۲۰۱۰ء — شمارہ: ۳۳



## مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

**سرپرست**

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

**مدیر اعلیٰ**

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

**نائب مدیر اعلیٰ**

مولانا محمد اکرم طوفانی

**مدیر**

مولانا اللہ وسایا

**معاون مدیر**

عبداللطیف طاہر

**قانونی مشیر**

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

**سرکولیشن منیجر**

محمد انور رانا

**ترئین و آرائش**

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| 7/ ستمبر... تاریخی حقائق | ۵ | اداریہ |
| اسلام، قادیانیت اور اقلیتیں! | ۷ | مولانا محمد اکرام کاشمیری |
| بے گناہ انسان کا قتل... ناقابل معافی جرم | ۱۳ | علامہ سید آل احمد بلگرامی |
| رمضان المبارک کا آخری عشرہ | ۱۵ | سید ابرار علی |
| فضائل قرآن کریم | ۱۶ | عنایت اللہ |
| انتقام کی راہ پر | ۱۷ | زبیر طارق |
| دعا... آداب و فضائل | ۲۰ | مولانا محمد ساجد حسن |
| دیار حبیبؐ سے دیار فیرنگ (۸) | ۲۲ | مولانا نذیر احمد تونسوی شہید |
| شب قدر: برکت والی رات | ۲۵ | افضال ریحان |
| نمبر خاص کے متعلق ضروری گزارش | ۲۷ | حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ |


## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ


### زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

### زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱، ۴۵۸۳۴۸۶-۰۶۱

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199



ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درس حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

## صحابہ کرامؓ کے زہد کا بیان

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اصحاب صفہ اہل اسلام کے مہمان تھے، نہ ان کا کوئی ٹھکانا تھا، نہ گھر بار، نہ مال، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں بھوک کے مارے زمین پر اپنا جگر چپکایا کرتا تھا، اور بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں لوگوں کے راستے میں جو عام لوگوں کی گزرگاہ تھی، جا بیٹھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو میں نے ان سے کتاب اللہ کی آیت کے بارے میں پوچھا، میرا مقصود صرف یہ تھا کہ وہ میرے حالات دیکھ کر مجھے ساتھ لے جائیں گے، لیکن وہ آیت بتا کر چلے گئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے بھی کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا، مقصود صرف یہ تھا کہ وہ مجھے ساتھ لے جائیں، لیکن انہوں نے بھی ایسا نہیں کیا، بلکہ آیت بتا کر چلے گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: جی یا رسول اللہ! فرمایا: میرے ساتھ آؤ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہولیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے، اجازت ملنے پر میں بھی اندر چلا گیا، گھر میں دودھ کا ایک پیالہ رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: یہ دودھ کہاں سے آیا؟ عرض کیا گیا کہ: فلاں صاحب نے ہدیہ بھیجا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوہریرہ! میں نے کہا: جی! فرمایا: اہل صفہ کو بلا لاؤ! اہل صفہ، اہل اسلام کے مہمان تھے، ان کا گھر بار نہیں تھا، کہیں سے صدقہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بھیج دیتے اور خود تناول نہ فرماتے، اور اگر ہدیہ آتا تو اس میں سے خود بھی تناول فرماتے اور اہل صفہ کو بھی اس میں شریک کرتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صفہ کو بلانے کا فرمایا تو مجھے طبعاً رنج ہوا، میں نے کہا کہ یہ چھوٹا سا پیالہ اہل صفہ کو کیا پورا آئے گا؟ اور میں چونکہ قاصد ہوں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ ہی کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو پیش کروں، اس صورت میں کیا توقع ہے کہ اس میں سے مجھے بھی کچھ مل سکے گا، جبکہ مجھے اُمید تھی کہ مجھے اس میں سے اتنا حصہ مل جائے گا جو مجھے کافی ہو۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر چارہ نہیں تھا، چنانچہ میں اصحاب صفہ کو بلا لایا، جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو مجھے ارشاد فرمایا کہ: ابوہریرہ! یہ پیالہ لو اور ان کو دو۔ میں پیالہ لے کر ایک ایک کو دینے لگا، ایک پیٹ بھر کر پی لیتا اور پیالہ واپس کر دیتا تو دُوسرے کو پکڑاتا، یہاں تک کہ سب نے شکم سیر ہوکر پی لیا اور میں نے پیالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ لے کر دست مبارک پر رکھا اور میری طرف سر اُٹھا کر مسکرائے اور فرمایا: ابوہریرہ! اب تم پیو! میں نے پیا، فرمایا: اور پیو! میں نے اور پیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے رہے کہ پیو پیو، اور میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے عرض کیا کہ: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! اب تو اس کے گزرنے کی جگہ بھی باقی نہیں رہی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ لیا، اللہ تعالیٰ کی حمد کی، بسم اللہ پڑھی اور نوش فرمالیا۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۷۱)

### دُنیا کے پیٹ بھرے آخرت میں بھوکے ہوں گے

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ڈکار لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میاں! ڈکار نے سے باز رہو، کیونکہ جو لوگ دُنیا میں زیادہ سیر ہوکر کھاتے ہیں، قیامت کے دن ان کی بھوک کا زمانہ سب سے زیادہ طویل ہوگا۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۷۱)

ڈکار عموماً پُرخوری کی وجہ سے آتے ہیں، اس لئے ڈکار لینے کی ممانعت کا مطلب یہ تھا کہ اتنا نہ کھایا کرو کہ ڈکار آئیں۔ یہ صاحب جن کو یہ واقعہ پیش آیا حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ تھے، جو نوعمر تھے، کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریفہ کے وقت یہ بالغ نہیں ہوئے تھے۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فہمائش کے بعد انہوں نے عمر بھر کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیٹ بھر کر کھانے کا معمول نہیں تھا، جس سے ڈکاریں آیا کریں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دُنیا میں پیٹ بھر کر کھانا قیامت کے دن کی بھوک کا سبب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس اُمت میں سب سے پہلی ”بدعت“ جو جاری ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانے کی تھی۔

(جاری ہے)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

# 7 ستمبر تاریخی حقائق

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کے دونوں گروہوں کا موقف سننے کے بعد انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

اسی مناسبت سے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے اداریہ رقم فرمایا جسے قند مکرر کے طور پر نذر قارئین کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

بلاشبہ چودھویں صدی کا سب سے بدترین اور غلیظ فتنہ فتنۂ قادیانیت تھا' چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے برطانوی استعمار اور انگریز کی چھتری کے سائے میں دعویٰ نبوت کیا تھا' اس لئے وہ اور اس کے ماننے والے مست ہاتھی کی طرح کسی کو خاطر میں لانے کے روادار نہ تھے۔

یہ ان کی غلط فہمی تھی کہ وہ جو کہیں گے یا کریں گے' ان کی زبان اور ہاتھ کو روکنے کی کسی کو جرأت نہ ہوگی' چنانچہ قادیانیت کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے! تو مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے لے کر اس کی موت اور اس کے بعد حکیم نورالدین اور مرزا بشیر الدین محمود کے دور تک وہ کسی وائسرائے سے کم نظر نہیں آتے' ان کے تحکم و تعلّی آمیز دعوؤں سے ایسا لگتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ناکوں چنے چبوائیں گے۔

ان کی اس فرعونیت کا کرشمہ تھا کہ ۱۹۵۲ء میں مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ ہم پورے پاکستان کو نہیں تو کم از کم صوبہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنا کر رہیں گے۔

چنانچہ جب مرزا بشیر الدین نے یہ راگ الاپا تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور جاں نثاران ختم نبوت نے سر پر کفن باندھ کر غداران ختم نبوت کے خلاف میدان سنبھال لیا اور اعلان کیا کہ ہمارے جیتے جی قادیانیت کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔

دوسری جانب قادیانی سورما اپنے آقاؤں کی تائید و حمایت سے جارحیت پر اتر آئے' حکومت پاکستان اور وقت کے حکمران خواجہ ناظم الدین نے کھل کر قادیانیوں کی سرپرستی اور مسلمانوں کی مخالفت کی' ۱۹۵۳ء میں مسلمانوں کی اس مبنی برحق تحریک کو دبانے کے لئے حکومت نے مظالم کی انتہا کردی' صرف لاہور میں دس ہزار مخلصین نے جام شہادت نوش کیا' اگرچہ وقتی طور پر یہ تحریک دب گئی' مگر مسلمانوں کے پاک اور پاکیزہ لہو کے انتقام نے ان تمام سورماؤں کے اقتدار کا دھڑن تختہ کردیا اور ایسے ظالم ایک ایک کرکے اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

اس تحریک کے وقتی طور پر دب جانے سے قادیانیوں کے دماغ خراب ہوگئے اور انہوں نے ۱۹۷۴ء میں ربوہ اسٹیشن پر نشتر کالج کے طلبہ کی بوگی پر حملہ کرکے نہتے اور معصوم طلبہ کو' "ختم نبوت زندہ باد" کے نعرہ کا "مزہ چکھانے" کی غرض سے جب ان کو لہولہان کیا تو قدرت نے ان کے غرور کو خاک میں ملانے اور مسلمانوں کی ۹۰ سالہ جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا فیصلہ فرمالیا' یوں پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف بیزاری اور نفرت کی فضا پیدا ہوگئی اور ملک بھر سے یہ مطالبہ ہونے لگا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے' ان کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے اور ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا تدارک کیا جائے۔

چنانچہ یہ ہر مسلمان کی آواز اور مطالبہ تھا' دوسری جانب قادیانی ۱۹۷۱ء کے انتخابات میں بھٹو حکومت کے حلیف تھے' بلاشبہ یہ جہاں مسلمانوں کے لئے مشکل کی گھڑی تھی وہاں بھٹو حکومت کے لئے دوہرا عذاب تھا' ایک طرف پوری قوم کا مطالبہ اور آواز تھی اور دوسری طرف اس کی حلیف جماعت کا معاملہ تھا' اپنے طور پر بھٹو

نے بھی خواجہ ناظم الدین کی طرح اس تحریک کو دبانے کی بھرپور کوشش کی' مگر چونکہ آسمان پر قادیانیت کی ذلت کا فیصلہ ہو چکا تھا اور تقدیر کا قلم چل چکا تھا' اس لئے بھٹو حکومت کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو مجبوراً بھٹو صاحب نے قومی اسمبلی کو عدالت کا درجہ دے کر اس مسئلہ کا فیصلہ اسمبلی کے حوالہ کر دیا۔

ان کا خیال تھا کہ اسمبلی میں زیادہ تر لوگ اس کے ہم خیال ہیں' اس لئے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ نہیں ہوگا' مگر بھٹو صاحب کا یہ خواب شرمندہ نہ ہو سکا اور مسلسل ۱۳ دن جرح کے بعد ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو متفقہ طور پر طے پایا کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' چنانچہ قانون میں ترمیم کر کے قرار دیا گیا کہ:

''ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج ذیل اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے'

لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:

☆......مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

(۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا'

(۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا'

☆......آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

☆......آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم:

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (۳) جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔''

بلاشبہ ۷/ستمبر کا دن جہاں شہدائے ختم نبوت اور جاں نثاران ختم نبوت کی قربانیوں کی یاد دلاتا ہے' وہاں مسلمانوں کی ۹۰ سالہ جدوجہد کی تاریخ ساز کامیابی کی سرخروئی کا دن بھی ہے' اسی طرح ۷/ستمبر دراصل قادیانیت کی ۹۰ سالہ ظلم و ستم کی سیاہ رات کے خاتمہ کی روشن صبح ہے' جس پر جتنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا جائے کم ہے۔

اس کے علاوہ ہماری وہ نسلیں جو ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کے وقت تھیں اب قریباً عملی طور پر دست کش ہیں' لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی نسلوں اور خصوصاً نوجوانوں کو مسئلہ قادیانیت' قادیانی مظالم اور مسلمانوں کی جدوجہد سے آگاہ کریں اور بتلائیں کہ ان آستین کے سانپوں سے ہوشیار رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں اور تمہاری نسلوں کو ڈس لیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

# اسلام، قادیانیت اور اقلیتیں!

مولانا محمد اکرم کاشمیری

قادیانیت کا لفظ جب بھی سامنے آتا ہے تو اس سے فوراً وہ فرقہ، گروہ یا جماعت ذہن میں آجاتی ہے جس نے کسی نہ کسی شکل میں ''قادیان'' کے مرزا غلام احمد قادیانی متنبی (نبوت کا جھوٹا دعویدار) کو اپنا پیشوا، مقتدیٰ، امام یا نبی مانا ہے۔ بچہ بچہ جانتا ہے کہ ''قادیان'' سے اٹھنے والے اس فتنے کا بانی مبانی مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے انگریز کی اسلام دشمنی کی تکمیل کے لئے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ صرف نبوت ہی کا نہیں بلکہ (العیاذ باللہ) تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہونے کا بھی دعویدار تھا۔ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے، جس کا قرآن و حدیث نے واضح اعلان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا، کذاب اور دجال ہوگا، جو اس کو نبی یا مصلح وغیرہ مانے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہوگا۔ مسئلہ چونکہ خالصتاً ایمان کا ہے، اس لئے انگریز کے لگائے ہوئے اس پودے اور جعلی نبی کی نبوت کے خلاف مسلمانانِ برصغیر نے نوے سال تک جنگ لڑی، عدالتوں میں دلائل دیئے، بین الاقوامی سطح پر اس مسئلے کو اجاگر کیا، یہاں تک کہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۴ء میں عقلی، نقلی اور قانون دلائل کی روشنی میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ پوری دنیا کے علماء کرام نے قرآن و سنت کی روشنی میں فتویٰ دیا کہ مرزائی اور قادیانی دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں۔ سعودی عرب خصوصاً حرمین شریفین میں ان کا داخلہ بند کردیا گیا، یہ بھی لازم قرار دے دیا گیا کہ سعودی عرب جانے والوں کو یہ سرٹیفکیٹ (مجاز اتھارٹی یعنی مستند علما کرام سے) حاصل کرنا ہوگا کہ ان کا قادیانی یا لاہوری گروپ میں سے کسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کہ یہ مرزائیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی خاطر ملک ملک میں مسلمانوں کی تنظیمیں قائم ہوگئیں، جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب کو طشت ازبام کیا اور غیر مسلموں کو بھی یہ باور کروایا کہ یہ لوگ ''مرزائی'' کیوں مسلمان نہیں! ایسی قوتیں جن کے قلوب و اذہان اسلام کے خلاف بغض، حسد، عداوت اور کینہ کے زہریلے مواد سے بھرے پڑے تھے، انہوں نے ان قادیانیوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف انہیں بھرپور انداز میں استعمال کیا، یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ مرزائی عقیدہ ختم نبوت کے حاملین مسلمانوں کو کافر کہنے لگے۔ ان کا عقیدہ جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہے یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان رکھتا ہے وہ مسلمان ہی نہیں، اس کا اعلان پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ اور انگریز سے خطاب یافتہ ''سر'' ظفر اللہ نے اس وقت کیا تھا جب اس کی موجودگی میں قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی نماز جنازہ پڑھی جارہی تھی، موصوف نے نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی، بلکہ الگ تھلگ کھڑے رہے، اس عظیم قائد کی نماز جنازہ میں شرکت تک نہ کی جس نے انہیں مملکت خداداد کا وزیر خارجہ بنایا تھا۔ سر ظفر اللہ سے جب یہ پوچھا گیا کہ آپ نے قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی تو ان کا جواب تھا:

''مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ سمجھ لیجئے یا پھر ایک کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ...''

مطلب صاف ہے کہ سر ظفر اللہ نے قائد اعظم کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی تھی، حالانکہ یہ وہ وقت تھا جب عامۃ المسلمین کو مرزا غلام احمد قادیانی کی مکاری، عیاری، دھوکا اور دجل وتلبیس کا علم بھی نہیں تھا یا بہت کم تھے جو اس سے واقف تھے، اور پھر مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی کتب اس طرح کی مغلظات سے بھری پڑی ہیں جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام اور غلاموں کے بارے میں کہی ہیں، ان ناقابل تردید شواہد کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسلمان تھا...؟

کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں مرزائیوں کو اقلیت کا درجہ حاصل ہے، مناسب ہوگا کہ ہم اس مقام پر اقلیت کی مختصر تعریف بھی آپ کے سامنے رکھیں تاکہ یہ پرکھنا آسان ہوجائے کہ کیا مرزائی اس زمرے میں آتے ہیں کہ نہیں۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں لفظ

"Minorities" یعنی اقلیتیں کے تحت مقالہ نگار H-KO نے لکھا ہے کہ اقلیت ایسے لوگ ہیں جو نسلی، لسانی یا مذہبی عقیدہ اور احساسات کے اعتبار سے کسی ایسی سیاسی وحدت میں رہیں جہاں کی اکثریت کے نسلی، لسانی اور مذہبی رجحانات ان سے مختلف ہوں۔

اسی طرح امریکا کے ماہرین سیاسیات میں سے ''آرنلڈ روز'' اور ''کیرولین بی روز'' نے اپنی کتاب "Minorities Problems" یعنی اقلیتوں کے مسائل.... میں اقلیت کی تعریف یوں کی ہے:

''لوگوں کا کوئی بھی گروہ جو کسی سیاسی وحدت میں وہاں کی اکثریت سے مختلف ہو''اقلیت'' کہلائے گا۔'' (اسلامی حکومت میں اقلیتیں، ص:۱۰، از حافظ غلام حسین)

ان دونوں (جدید) تعریفوں کو سامنے رکھ کر دیکھیں کہ قادیانی اپنے آپ کو اس حیثیت میں تسلیم کرتے ہیں کہ نہیں؟ اس پر مزید لکھنے سے قبل یہ تحریر کرنا مناسب ہوگا کہ شریعت اسلامیہ نے اقلیتوں کی کیا تعریف کی ہے تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی رہے۔

اسلام کے نزدیک ایک سیاسی ڈھانچہ میں رہنے والے خواہ وہ کسی بھی رنگ ونسل وعلاقہ سے تعلق رکھتے ہوں، وہ ایک ہی وحدت سے منسلک ہیں، اگر وہ مسلمان ہیں تو چاہے وہ عربی ہوں یا عجمی، آریائی نسل سے ہوں یا سامی، کالے ہوں یا گورے، ملکی باشندہ ہونے اور ملکی شہریت کے اعتبار سے سب برابر درجے کے شہری ہیں، البتہ اگر مسلم حکومت کے علاقے میں کچھ غیر مسلم آباد ہوں خواہ وہ نسلاً بعد نسل ہی اس علاقہ میں رہ رہے ہوں انہیں اقلیت ہی شمار کیا جائے گا، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کسی بھی طرح کے دوسرے درجے کے شہری ہیں، بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ وہ مسلم اکثریت سے بھی زیادہ محترم ہیں، کیونکہ اسلام تمام مسلمانوں کو خواہ وہ رعایا ہوں یا حکمران، اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ غیر مسلم کے مال وجان اور آبرو کی حفاظت کریں، ان کے مذہب سے کوئی تعرض نہ کریں، ان کے معابد ورسومات اور عبادات میں کسی قسم کا دخل نہ دیں، اسلامی نقطۂ نظر سے یہ بھی ضروری نہیں کہ حکومت لازمی طور پر اکثریت ہی کی ہو بلکہ جہاں بھی مسلمان سیاسی غلبہ حاصل کرلیں وہاں ان کی حکومت ہوگی اور اس علاقہ میں غیر مسلم آبادی ان کے زیر امان ہوگی، اگرچہ مسلمان تعداد کے اعتبار سے کم ہی ہوں، مسلمان حکمران غیر مسلم آبادی سے قرآن وسنت کے مطابق معاملہ کرنے کا پابند ہوگا۔ (اسلامی حکومت میں اقلیتیں، ص:۱۲تا۱۴)

دونوں (یعنی جدید اور شرعی) طرح کی تعلیمات کے بعد جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ قادیانی پوری طرح کسی بھی تعریف کے سانچے میں پورے پورے اس لئے نہیں اتر رہے کہ یہ اپنے آپ کو اقلیت سمجھتے ہی نہیں، بلکہ پوری سینہ زوری سے اکثریت کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ امت مسلمہ کے فیصلوں کی ان کے ہاں کوئی حیثیت نہیں۔ عدالتوں کا احترام یہ نہیں کرتے، آئین اور قانون کو یہ تسلیم نہیں کرتے۔ پارلیمنٹ کی ان کے ہاں کوئی قدر وقیمت نہیں۔ ان حالات میں ماہرین قوانین کو یہ سوچنا ہوگا کہ ان کی حیثیت کیا ہے؟ یہ اقلیت ہیں کہ نہیں، ان کو اقلیتوں کے حقوق ملتے ہیں یا نہیں؟ پاکستان میں یہ کس حیثیت سے رہ سکتے ہیں؟ حکومت پاکستان کو بھی چاہئے کہ پوری طرح سے ان کے بارے میں وضاحت کرے۔

قرآن کریم ہمیں احترام انسانیت کا جو درس دیتا ہے اس کی مثال دوسری کسی بھی کتاب یا مذہب میں نہیں ملتی، اس نے یہاں تک کہا ہے کہ تم دوسروں کے معبودوں کو بُرا بھلا مت کہو مبادا کہیں وہ پلٹ کر تمہارے معبود برحق کی شان میں ہی گستاخی نہ کردیں اس طرح تم ذریعہ اور سبب بن جاؤ اپنے معبود برحق کی شان میں گستاخی کا۔ قرآن نے یہ بھی کہا کہ تم کسی بھی انسان کا ناحق خون مت بہاؤ، یا اور اس طرح کے دیگر کئی احکامات کئی دور کے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام اپنے آغاز ہی سے اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کے ساتھ ناحق اور ناروا زیادتی اور ظلم کیا جائے۔ ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا، اس وقت سے لے کر ۱۰ ہجری تک ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ کوئی بھی ناروا واقعہ پیش آیا ہو اور بعد والے ادوار میں بھی دیکھیں کہ ہر دور میں غیر مسلم اقلیتوں کا ہمیشہ خیال رکھا گیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور اقدس اور پھر خلفائے راشدین کے ادوار اس پر شاہد عدل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر خلافت راشدہ کے ادوار میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ جتنے بھی معاہدے کئے گئے تھے وہ سب کے سب غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے اساسی اور بنیادی ماخذ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

''خبردار! جس کسی نے بھی معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کیا، اس کا حق مارا یا اس کو استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس سے کوئی چیز اس کی خوشی کے بغیر لی تو میں بروز قیامت اس کی طرف سے (مسلمان کے خلاف) جھگڑوں گا۔''

(ابوداؤد شریف، ج:۲، ص:۴۳۳، ناجی پریس)

ایک اور موقع پر فرمایا:

''جس کسی نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) کو قتل کیا وہ جنت کی ہوا بھی نہیں پائے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پھیلی ہوئی ہے۔''

ان دو روایتوں سے اندازہ لگائیں کہ رحمت دو عالم غیر مسلم اقلیتوں کا کس قدر خیال فرمایا کرتے تھے۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل حیرہ سے جو معاہدہ فرمایا تھا، اس کی ابتدائی چار دفعات یہ تھیں:

۱:... یہ لوگ (یعنی معاہد) مسلمانوں کے خلاف کسی کافر کی اعانت نہیں کریں گے۔

۲:... مسلمانوں کی مخالفت نہیں کریں گے۔

۳:... ہمارے دشمنوں کو ہمارے خفیہ راز نہیں بتائیں گے۔

۴:... اگر یہ (معاہد) ان دفعات کی پابندی نہیں کریں گے تو ہماری طرف سے بھی ان کو امان دہی کا معاہدہ ختم ہوجائے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا کتنا خیال تھا، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں اس وقت بھی وصیت فرمائی تھی، جب کہ آپ جام شہادت نوش فرمارہے تھے، حالانکہ آپ کو شہید کرنے والا ایک غیر مسلم اقلیتی فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ آپؓ نے فرمایا:

"میں اپنے بعد والے خلیفہ کو اہل ذمہ (اقلیت) کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان سے کئے ہوئے وعدے پورے کرے، ان کی حفاظت کے لئے لڑے اور ان کو ان کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دے۔"

اسی طرح عثمانی اور مرتضوی ادوار میں بھی اقلیتوں کے حقوق کی مسلسل نگہداشت کی جاتی رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، دور صدیقی اور فاروقی میں ان معاہدات پر مسلسل عمل ہوتا رہا، اب بھی اسلامی تعلیمات یہی راہ نمائی فرماتی ہیں کہ اقلیتوں کے حقوق کا خیال اسی طرح رکھا جائے جس طرح کہ قرون اولیٰ میں رکھا جاتا تھا۔

اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیئے ہیں یا ان کے ساتھ جس حسن سلوک کا مظاہرہ کیا ہے، اس کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ کرلی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ذمیوں اور اقلیتوں کے ساتھ اس طرح کے حسن سلوک کا برتاؤ کب تک روا اور جائز ہے؟ اس کا جواب بھی ہمیں ان معاہدوں کی روشنی میں ملتا ہے جو اسلامی حکومتوں اور ان ذمیوں کے درمیان طے پائے۔ مثلاً سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے اس معاہدے جو انہوں نے بیت المقدس میں اہل ایلیا سے کیا تھا: "بشرطیکہ یہ لوگ جزیہ مقررہ ادا کرتے رہیں، ان کو نہ صرف ہر طرح کی امان ہوگی بلکہ ان کے حقوق بھی عام مسلمانوں کی طرح ہوں گے۔ ان کی جان، مال اور عزت وآبرو بھی محفوظ ہوگی۔" بعض حضرات نے سیاق وسباق اور اصل معاہدوں سے صرف نظر کرتے ہوئے محض جذبات کی رو میں بہتے ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ منسوب کردیا کہ انہوں نے ذمیوں کو نئی عبادت گاہیں بنانے، شراب بیچنے، صلیب نکالنے، ناقوس پھونکنے سے روک دیا تھا، جو ایک قسم کی مذہبی مداخلت ہے۔ یہ سوال نقل کرنے کے بعد علامہ شبلی نعمانی نے اس غلط فہمی کا تفصیلی اور تسلی بخش جواب تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ غلط فہمی ان قیودات جو حضرت عمرؓ نے ان احکامات کے ساتھ لگائی تھیں کو نظر انداز یا ان کی جستجو نہ کرنے کا نتیجہ ہے، مثلاً لکھتے ہیں:

"صلیب نکالنے کے بارے میں جو معاہدہ تھا، اس کے الفاظ یہ تھے: "ولا یرفعوا فی نادی اہل الاسلام صلیباً" یعنی مسلمانوں کی مجلس میں صلیب نہ نکالیں۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ مسلمانوں کی مجلسوں میں انہیں صلیب نکالنے کا اختیار نہیں ہوگا، اس کی ایک منطقی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس سے مسلمانوں کے دل مجروح ہوں گے اور ان کی دل آزاری ہوگی۔"

اسی طرح ناقوس کے بارے میں لکھا کہ اصل معاہدے میں الفاظ اس طرح تھے:

"یضربوا نواقیسهم اية ساعة شاؤا من اللیل والنهار الا فی اوقات الصلوٰة"

یعنی رات دن جس وقت چاہیں ناقوس بجائیں، بجز نماز کے اوقات کے۔

مطلب یہ ہے کہ نماز کے اوقات میں ناقوس نہ بجائیں اس طرح ایک طرف تو نمازیوں کی نمازوں میں خلل واقع ہوگا تو دوسری طرف یہ اندیشہ بھی تھا کہ کہیں یہ نہ سمجھا جائے کہ شاید نمازیں ناقوس بجانے کی وجہ سے پڑھی جارہی ہیں، حالانکہ اسلام نے نمازوں کے اوقات اور ان کی پہچان کے لئے اپنا ایک خاص نظام دیا ہے اور وہ ہے "اذان" گویا اس تشبیہ بالنصاریٰ والیہود (عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ تشبیہ) سے بھی روکا گیا ہے۔

سور اور خنزیر کے بارے میں یہ الفاظ تھے:

"ولا یخرجوا خنزیراً من منازلهم الی افنية المسلمين"

یعنی ذمی سوروں اور خنزیروں کو مسلمانوں کے احاطوں میں نہ لے جائیں۔

ظاہر ہے کہ اس کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ مسلمان سور اور خنزیر سے انتہائی درجے کی نفرت کرتے ہیں، اگر یہ ذمی ان کو مسلمانوں کے صحنوں اور مسلمانوں کے احاطوں میں چھوڑ دیں گے تو اس سے مسلمانوں کو تکلیف اور ان کی دل آزاری ہوگی۔"

علامہ شبلی نعمانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

طرف سے کئے جانے والے معاہدے اور پھر اس پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا تفصیلی جواب اپنی کتاب ''الفاروق'' کے صفحہ ۲۵۲ سے لے کر ۲۶۰ تک دیا ہے۔ نمونے کے طور پر ان چند مثالوں سے جو چیز واضح کرنی مقصود ہے وہ یہ ہے کہ اقلیتیں اپنے حقوق کی اس وقت مستحق ہوں گی جب کہ وہ اپنے معاہدوں کی پاس داری کر رہی ہوں۔ خلاف ورزی کی صورت میں ان کے ساتھ وہ معاملہ نہیں کیا جائے گا، جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا قادیانی اور مرزائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، مصلح، مربی، مجتہد وغیرہ مانتے ہیں وہ اقلیتوں کی تعریف میں آتے ہیں یا کہ نہیں؟ بلاشبہ ہمارے آئین، قانون اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن وسنت نے انہیں دائرہ اسلام سے خارج، کافر اور مرتد قرار دے دیا ہے۔ جس کی رو سے انہیں اقلیت کا درجہ حاصل ہونا چاہئے تھا، جس پر انہیں اقلیتوں کے وہ تمام حقوق جو شریعت اسلامیہ نے دیئے، انہیں حاصل ہوتے، یہ اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے دوسری اقلیتوں کی طرح آزادی سے اپنے مذہب پر عمل کرتے، اپنی عبادت گاہوں میں اپنے عقیدے اور مذہب کے مطابق عبادت کرتے، افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا، یہ مسلسل آئین پاکستان رائج الوقت کی خلاف ورزی ہی نہیں بلکہ بغاوت کے مرتکب بھی ہو رہے ہیں۔ آج پاکستان کہتا ہے کہ یہ غیر مسلم ہیں، قانون اور دستور کہتا ہے کہ یہ اسلامی شعائر نہیں اپنا سکتے، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے، اذان نہیں دے سکتے، اپنی عبادت گاہوں کا نام مسجد نہیں رکھ سکتے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ ہیں جو بڑی ڈھٹائی اور سینہ زوری سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، ہمیں مسلمان کہلانے سے کوئی روک نہیں سکتا، ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں، ہم ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں، پارلیمنٹ کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ ہمیں غیر مسلم قرار دے سکے۔ اس کی تفصیل موجودہ مرزا غلام احمد قادیانی (جس کو حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مرزا غلام احمد قادیانی جونیئر کہتے ہیں) کے انٹرویو میں دیکھی جا سکتی ہے جو لاہور میں قادیانیوں کی دو عبادت گاہوں پر دہشت گردی کے مظاہرے کے اگلے ہی دن اخبارات کی زینت بنا۔ (یاد رہے کہ اس دہشت گردی کی مذمت علماء کرام، عامۃ المسلمین اور حکومت وقت کی طرف سے پُرزور الفاظ میں کی گئی تھی) اب مرزائی ایک طرف تو اپنی مصنوعی مظلومیت کا رونا روتے ہیں اور دوسری طرف اپنے آپ کو غیر مسلم ماننے سے بھی انکار کر رہے ہیں جس سے نہ صرف یہ کہ قرآن وسنت کی توہین ہو رہی ہے بلکہ آئین پاکستان سے بھی بغاوت کی جا رہی ہے۔

برٹش براڈ کاسٹنگ (بی بی سی) جو ایک برطانوی نشریاتی ادارہ ہے نے بھی قادیانیوں کی عبادت گاہوں پر ہونے والی دہشت گردی کی آڑ میں پورے پاکستان کو بدنام کرنے کی ایک بے بنیاد اور سراسر تعصب پر مبنی رپورٹ نشر کی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ وہ بھی نظر قارئین کر دی جائے تاکہ ان لوگوں کی اصل حقیقت کو سمجھنے میں مدد مل سکے۔ بی بی سی کو یہ رپورٹ اور فیچر نشر کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہئے تھا کہ امریکا کی طرف سے مسلط کردہ دہشت گردی کے نتیجے میں پاکستان کے کتنے بے گناہ اور معصوم مسلمان، مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ کتنی عبادت گاہوں کو شہید کیا جا چکا ہے، جی ایچ کیو اور پولیس مراکز سمیت کتنے اداروں کو نشانہ بنایا گیا ہے، اس پر تو بی بی سی نے اس طرح کی آواز نہیں اٹھائی۔ بہرحال بی بی سی کی یہ رپورٹ ملاحظہ فرمائیں جس کا عنوان ''کافر ساز فیکٹری'' ہے جب کہ اس کو بی بی سی کے نمائندے محمد حنیف نامی شخص نے ترتیب دیا ہے:

''جب آپ اپنے آپ کو پاکستان کا شہری ثابت کرنے کے لئے شناختی کارڈ کا فارم بھرتے ہیں تو آپ سے ایک سوال پوچھا جاتا ہے جو دنیا کے کسی اور مسلمان ملک میں کسی اور مسلمان شہری سے نہیں پوچھا جاتا۔ (پہلے ہی فقرے ''کسی اور مسلمان سے نہیں پوچھا جاتا'' میں یہ جتانے کی کوشش کی گئی ہے قادیانی مسلمان ہیں)۔

آپ سے یہ تو نہیں پوچھا جاتا کہ آپ کی دماغی صحت ٹھیک ہے؟ آپ کے ہاتھ پاؤں سلامت ہیں؟ آپ چور ہیں یا اسمگلر؟ زندگی میں کتنے ریپ کئے ہیں؟ کبھی ٹیکس دیا ہے یا نہیں؟ جناح کو قائداعظم مانتے ہیں یا کافر اعظم؟ بچوں کو اسکول پڑھاتے ہیں یا بھیک مانگنے کے لئے بازار میں چھوڑتے ہیں؟ شریعت مانگتے ہیں یا سوشلزم؟ پاک فوج کو قوم کا سرمایہ سمجھتے ہیں یا قوم کے سرمائے کا چور؟ آپ سے یہ نہیں کہا جاتا کہ ثابت کریں کہ آپ ہندو، عیسائی، پارسی، سکھ یا بت پرست نہیں ہیں، لیکن حلف نامہ جو شناختی کارڈ کے فارم میں ہے اور جسے ہم پچیس سال سے زائد عرصہ سے آنکھ بند کرکے کبھی اپنے دستخط سے، کبھی انگوٹھا لگا کر صدق دل سے بھر رہے ہیں وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ میں احمدی نہیں ہوں، قادیانی نہیں ہوں، میں ان کے ذیلی فرقے لاہوری گروپ سے بھی تعلق نہیں رکھتا ہوں۔ (فیچر نگار بھول رہا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس فارم میں یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ مسلم ہیں یا غیر مسلم، اگر قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر جھگڑا کس بات کا؟ اگر قادیانیوں کے بارے میں سوال ہوتا بھی ہے تو وہ بھی اس وجہ سے کہ یہ اپنے آپ کو غیر مسلم ہی ظاہر کریں)۔

ایک چھوٹے سے فرقے سے جسے باقی مسلمانوں کی طرح نمازیں پڑھنے، داڑھیاں رکھنے اور خطبے سننے کا بہت شوق ہے۔ (صرف داڑھی رکھ لینے، نماز پڑھ لینے یا شوق سے خطبہ سننے سے ہی مسلمان نہیں ہو جاتا، اسلام کے لئے ضروریات دین میں سے ایک ایک چیز پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے جب کہ قادیانی

اسلام کے بنیادی عقیدے ''ختم نبوت'' کا انکار کرتے ہیں۔ کفر کے لئے ہر ہر چیز کا انکار ضروری نہیں ہوتا بلکہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار بھی موجب کفر بن جاتا ہے)۔

اتنا خوف کیوں؟ ہمارے ایمان کو السلام علیکم کہنے والوں، بسم اللہ پڑھنے والوں، مسجدوں میں نمازیں پڑھنے والوں سے اتنا خطرہ کیوں کہ اگر وہ سلام، بسم اللہ اور مسجد جیسے الفاظ بولیں یا لکھیں تو سیدھے جیل جائیں۔ (جی ہاں یہ سب اسلامی شعائر میں داخل ہیں جنہیں اختیار کرنے کی اجازت کسی بھی غیر مسلم کو نہیں دی جاسکتی، اگر کوئی بھی غیر مسلم اس کی خلاف ورزی کرے گا تو اسلامی حکومت اپنا فریضہ پورا کرے گی)۔

اور یہ کیسے ہوگیا کہ دنیا کے باقی تمام اسلامی ممالک میں کسی کو یہ خیال نہیں آیا کہ ان کے مذہب اور معاشرے کو سب سے زیادہ خطرہ قادیان کے گاؤں سے اٹھنے والے اس فتنے سے ہے۔ (یہ بھی مرتب کی کوتاہ نظری ہے کوئی بھی اسلامی ملک ایسا نہیں جو قادیان سے اٹھنے والے اس فتنے کو خطرہ نہ سمجھتا ہو، ہر اسلامی ملک میں انہیں دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے، دنیا میں کوئی بھی مسلمان انہیں مسلمان نہیں سمجھتا)۔

لاہور میں احمدی مسجدوں پر حملہ کرنے والوں کی عمریں اتنی کم تھیں کہ انہیں یہ بھی علم نہ ہوگا کہ سن انیس سو چوہتر سے پہلے احمدی مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھے جاتے تھے۔ (ایسا نہیں، علما کرام نے کبھی بھی ان کو مسلمانوں کا فرقہ نہیں سمجھا، جب سے مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا ہے، اس وقت سے علماء کرام مسلسل ان کا تعاقب کر رہے ہیں، مرتب فیچر کو مقدمہ بہاولپور کا ریکارڈ دیکھ لینا چاہئے۔ یہ ایک دھوکا ہے کہ مرزائیوں کو مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ سمجھا جاتا تھا)۔

لیکن چھتیس سال کے اندر ہمارے ایمان میں اتنی پختگی آئی ہے کہ ہم نے نہ صرف انہیں کافر قرار دیا ہے بلکہ دنیا کے بدترین کافر۔

یہ سچ ہے کہ حضرت مودودی اور دوسرے مولانا حضرات نے ۱۹۷۰ء کا الیکشن اس بری طرح سے ہارا کہ ان کے بعد آنے والے راہنما بھی اس مقام تک نہ پہنچ سکے، لیکن یہ بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ الیکشن ہارنے کے چار سال کے اندر اندر انہوں نے ایک منتخب پارلیمان سے وہ کام کروادیا جو اس سے پہلے کوئی فوجی، ڈکٹیٹر، کوئی امیر المومنین نہیں کرسکتا تھا۔ (یہ بھی فیچر نگار کی ناقص معلومات کا نتیجہ ہے، علماء کرام یہ مسئلہ لے کر اسمبلی میں نہیں گئے تھے بلکہ قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیے جانے کا معاملہ اسمبلی کے معزز اراکین نے از خود اٹھایا تھا بعد میں ان حضرات نے علماء کرام سے استفادہ ضرور کیا تھا)۔

جب ہم احمدی مسجد کو عبادت گاہ کہنے پر مصر ہوتے ہیں تو ہم اپنے ملک کے قانون کی پابندی کرکے تین سال قید بامشقت سے تو بچتے ہی ہیں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ دیکھیں نہ یہ مندر ہے، کلیسا، نہ گردوارا، نہ سنی گاگ، عبادت گاہ ہے، جہاں وحشی بت پرست کسی بھی خدا کو نہ ماننے والے لوگ خدا اور اس کے رسول اور ان کے ماننے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، لیکن آپ کو یہ جان کر دکھ ہوگا کہ احمدی اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں سے بہتر مسلمان سمجھتے ہیں۔ (یہی ان کی ہٹ دھرمی اور غلط فہمی ہے کہ غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو بہتر مسلمان سمجھتے ہیں)۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ کام جو پوری اسلامی دنیا میں نہیں ہوسکا بلکہ زیادہ تر گمراہ مسلمانوں نے اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں وہ اس مملکت خداداد میں کیسے ممکن ہوا؟ (اس لئے کہ اس مملکت خداداد کی بنیاد جس کلمہ پر ہے یہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں، اس مملکت خداداد کے آئین کے مطابق یہاں قرآن وحدیث کی بالادستی حاصل ہے جو اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ اس طرح کے عقائد باطلہ رکھنے والوں کو اسلام کے نام پر دجل وفریب پھیلانے کی اجازت دی جائے)۔

قیام پاکستان سے پہلے محمد علی جناح نے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ملک ایسی لیبارٹری ہو جہاں اسلامی نظریات پر تجربات کئے جاسکیں۔ (قائد اعظم کا یہ قول معاشرتی علوم اور تاریخ کی ہر دوسری کتاب میں اسکول میں پڑھایا جاتا ہے)۔ (قائد اعظم محمد علی جناح کا یہ فرمانا درست تھا، اسی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا اس میں کسی کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟)

لیبارٹری میں جو تجربات کامیاب ہوتے ہیں، اس کے بعد ان کی پروڈکشن بڑے پیمانے پر شروع ہوجاتی ہے۔ ستر کی دہائی میں ہم نے نئے کافر تیار کرنے کا جو کامیاب تجربہ کیا تھا وہ وہیں نہیں رکا۔ اسی اور نوے کی دہائی میں کئی مسجدوں سے نعرے اٹھے کافر کافر شیعہ کافر اور ملک کے طول وعرض میں شیعہ ڈاکٹر، استاد، وکیل، تاجر اور دانشور چن چن کر اتنی بے دردی سے قتل کئے گئے کہ احمدی بھی کہہ اٹھے ہوں گے کہ شکر ہے ہم کافر ہیں شیعہ نہیں۔ (کاش! احمدی کہلانے والے یہ لوگ اپنے آپ کو کافر تسلیم کرلیں تاکہ ان کی جان، مال اور عزت محفوظ ہوسکے اور انہیں اقلیتوں والے اسلامی حقوق بھی مل سکیں، پھر ملک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں امن وامان قائم ہوسکے گا)۔

اس کے بعد سے کافر پیدا کرنے کا کاروبار اتنا پھیل چکا ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے ہر شہری کے لئے دو اور ایسے مسلمان موجود ہیں جو اسے کافر سمجھتے ہیں۔ یارسول اللہ کہنے والے یاحسین کہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں، ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والوں کو کافر کہتے ہیں، داتا صاحب پر منتیں ماننے والے بلھے شاہ کے مزار پر دھمال ڈالنے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ (یہ درست نہیں بلکہ قیاس، قیاس مع

الفارق ہے، ایسا بالکل نہیں، یہ مرتب کی اپنی اختراع ہے، ان میں سے کوئی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا منکر نہیں)۔

فوج پہلے طالبان کو مومنین سمجھتی تھی اب کافر سمجھتی ہے یا شاید ہمیں یہی بتاتی ہے۔ پنجاب کی حکومت پنجابی بولنے والے طالبان کو مسلمان سمجھتی ہے، پشتو بولنے والوں کو کافر، یاالٰہی! یہ ملک ہے یا کافر بنانے کی فیکٹری... (یہ دونوں باتیں غلط اور سفید جھوٹ ہیں، نہ ہی تو ہماری فوج طالبان کو کافر سمجھتی ہے اور نہ ہی یہ فتویٰ دینے کی مجاز ہے۔ ہماری فوج محب اسلام اور محب وطن ہے، اس پر اس طرح کے بے ہودہ الزامات لگانا سراسر زیادتی ہے۔ رہا پنجاب حکومت کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ پنجابی طالبان کو مومن سمجھتی ہیں اور پشتو بولنے والوں کو کافر، یہ پہلے جھوٹ سے بھی بڑا جھوٹ ہے۔ اس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ پنجابی اور پشتو طالبان کی اصطلاح قادیانیوں ہی کی متعارف کروائی ہوئی ہے تاکہ اس سے ایک نیا لسانی جھگڑا پیدا کیا جاسکے، جس سے (خدانخواستہ) مملکت خداداد کو مزید کمزور کیا جاسکے جوان کا خاص ٹارگٹ اور ہدف ہے)۔

جب ہم اپنی شناختی کارڈ کے فارم پر دستخط کرکے یا انگوٹھا لگا کر کسی کو کافر قرار دیتے ہیں تو ساتھ ہی اپنے لئے بھی ایک فتوے کی راہ کھول دیتے ہیں۔

چونکہ مرنے والے بدترین کافر تھے، اس لئے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا بھی کفر ہے، لیکن یہ دعا تو کی جاسکتی ہے کہ جو باقی بچے ہیں وہ تو بچے رہیں۔"

(بی بی سی اردو ڈاٹ کام کراچی)

(ہاں زندہ بچ جانے والوں کی ہدایت کے لئے دعا ضرور کی جاسکتی ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت قادیانیوں اور مرزائیوں سمیت ہر غیر مسلم کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین)۔

بی بی سی سے نشر ہونے والا یہ تبصرہ اگرچہ ناواقفیت، جہالت اور عدم علم کا ایک شاہکار ہے تاہم اس کے بین السطور تعصب کا اندازہ کرنا بھی کوئی مشکل نہیں۔ بی بی سی کے اس نامہ نگار یا تجزیہ نگار کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان میں بسنے والی اقلیتیں اس بات کی خود گواہ ہیں کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد سے آج تک اس ملک کی اقلیتیں جس طرح سے مامون اور محفوظ ہیں، اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اس ملک میں عیسائی، یہودی، پارسی، سکھ اور دیگر اقلیتیں موجود ہیں، ماسوائے اکا دکا واقعات، وہ بھی ایسے کہ جن کے پیچھے ضرور کوئی نہ کوئی غیر ملکی ایجنسیوں کی سازش تھی، کوئی قابل ذکر ناخوشگوار واقعہ نمودار نہیں ہوا۔ ان اقلیتوں کو نہ صرف یہ کہ برابری کے حقوق حاصل ہیں بلکہ یہ لوگ اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے مذہبی احکامات پر بھی عمل پیرا ہیں۔ جہاں تک قادیانیوں کا تعلق ہے، ان کا مسئلہ دوسری اقلیتوں سے قدرے مختلف ہے، وہ اس طرح کہ یہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے نہ صرف سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں بلکہ غیر مسلموں کے ہاں بھی اسلامی امیج کو مجروح کرتے ہیں۔ بی بی سی کے نمائندے کو یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ علما کرام ہوں یا عام مسلمان، انہیں کسی بھی مسلمان کو کافر بنانے کا نہ ہی تو اختیار ہے اور نہ ہی یہ ایسا کرتے ہیں۔ تاہم قرآن وسنت جس کو کافر کہتی ہے علما اس سے آگاہ کردیتے ہیں۔ بقول حضرت الاستاذ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس سرہ "علما کافر بناتے نہیں، بتاتے ہیں۔" اس لئے یہ تاثر دینا کہ پاکستان میں اقلیتیں محفوظ و مامون نہیں، بالکل غلط ہے یا پھر یہ کہنا کہ قادیانی مسلمانوں ہی کی ایک جماعت ہے اور بھی انتہائی ناانصافی ہے۔ قادیانی کبھی بھی مسلمانوں کی ایک جماعت رہے اور نہ ہی ان کا مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ "الحسن" لاہور، جولائی ۲۰۱۰ء)

## منظور کالونی اور ملحقہ حلقہ جات کے ائمہ کرام، خطباء اور کارکنان کا مشاورتی اجلاس

کراچی (پ ر) بروز جمعہ بعد نماز عصر جامع مسجد محمدی (عوامی چوک) منظور کالونی میں علماء کرام اور کارکنان ختم نبوت کا مشاورتی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت بزرگ عالم دین حضرت مولانا خان محمد ربانی مدظلہ نے فرمائی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے خطاب کے آخر میں علماء کرام اور کارکنان سے اس علاقہ میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مشاورت طلب کی۔ جامع مسجد اقصیٰ کے امام وخطیب مولانا محمد بلال نے تجویز پیش کی کہ محمود آباد، ایڈمنسٹریشن سوسائٹی، منظور کالونی، جونیجو ٹاؤن کا اجلاس ایک جگہ پر ہر ماہ مشترکہ طور پر ہونا چاہئے۔ مولانا قاری اللہ داد نے کہا کہ رمضان المبارک میں ختم نبوت دفتر سے مبلغ حضرات حلقہ منظور کالونی کی مساجد میں عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر بیان کریں، اس کے جواب میں قاضی صاحب نے عرض کیا کہ رمضان المبارک میں ہماری مصروفیات زیادہ ہوتی ہیں اس کے علاوہ ایک ترتیب یہ ہوتی ہے کہ آخری عشرہ میں معتکفین حضرات کو آئینہ قادیانیت سبقاً پڑھائی جاتی ہے۔ منظور کالونی اور ملحقہ علاقوں میں بیانات کے حوالے سے حلقہ کے علماء کرام آپس میں طے کرلیں۔ اجلاس میں مولانا محبوب احمد، مولانا عبدالماجد، قاری ظفر احمد نقشبندی، مولانا سید عنایت اللہ شاہ، مولانا محمد رمضان، مولانا قاری عبدالسلام مدنی، مولانا قاری حشمت اللہ، مولانا محمد رضوان، مولانا عبدالجلیل، مولانا نصر من اللہ اور مولانا قاری محمد قاسم نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ قاری عبدالستار محمود کوثی، قاری محمد اقبال، قاری سعید احمد مدنی، مولانا غلام یٰسین، حافظ فضل ربی، حافظ امجد اسلام، حافظ محمد ابوبکر نعمانی، جمال خان کاکڑ کے علاوہ علاقے کے تمام کارکنان نے شرکت کی۔

# بے گناہ انسان کا قتل.... ناقابل معافی جرم

علامہ سیّد آل احمد بلگرامی

عالم موجودات میں انسان کو اکمل واشرف قرار دے کر ہر شے کو اس کے تابع فرمان بنادیا گیا اور جہان رنگ وبو میں اس کے تصرف میں ہر شے دے دی گئی۔ ارشاد ربانی ہے:

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے مسخر کردیا۔" (سورۃ لقمان)

جس مخلوق کے لئے ساری کائنات کو مسخر کیا گیا اور جو اس کی تخلیق کا شاہکار ہو اس کے وجود اور اس کی حیات اللہ کو کتنی محترم ہوگی؟ اسلام کو انسانی جان کی عظمت واہمیت اتنی ملحوظ ہے کہ خود انسان کو اپنی حیات پر صوابدیدی اختیار نہیں دیا گیا، اسے یہ حق قطعاً حاصل نہیں کہ وہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے، یا ختم کردے، اس لئے خودکشی اسلام کے نزدیک ایک سنگین جرم اور گناہ ہے، جب اسلام کے نقطۂ نظر سے انسان اپنی جان تلف کرنے کا اختیار نہیں رکھتا تو دوسروں کی زندگیوں سے کھیلنے کا اختیار اسے کہاں سے حاصل ہوسکتا ہے؟ اسلام نے ایک نفس انسانی کے قتل کو ساری انسانیت کے قتل سے تعبیر کیا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

"جو شخص کسی کو نہ جان کے بدلے میں اور نہ ملک میں فساد پھیلانے کی سزا میں (بلکہ ناحق) قتل کرڈالے گا تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کرڈالا اور جس نے ایک آدمی کو بچالیا تو گویا اس نے سب لوگوں کو بچالیا۔" (سورۃ المائدہ)

دنیا میں نوع انسانی کی حیات کی بقا اس پر منحصر ہے کہ ہر انسان کے دل میں دوسرے انسانوں کی جان کا احترام موجود ہو اور ہر ایک دوسرے کی زندگی کی بقا وتحفظ میں مددگار بننے کا جذبہ رکھتا ہو، جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے، وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل حیات انسانی کے احترام سے اور ہمدردی کے جذبے سے خالی ہے، لہٰذا وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے۔

انسانیت کی حیات اور بقا کا احترام نہ کرنے والوں کے لئے قرآن میں سخت وعید آئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"جو بھی صاحب ایمان کو عمداً قتل کرتا ہے، اس کی جزا جہنم ہوتی ہے، وہ وہاں ہمیشہ رہے گا، اس طرح (اللہ اس پر غضبناک ہوتا ہے اور اس پر لعنت بھیجتا ہے اور اس کے لئے دردناک عذاب تیار رکھتا ہے۔" (النساء)

اتنی سخت وعید کسی اور جرم کے لئے قرآن میں نہیں آئی، کسی انسان، خصوصاً کلمہ گو کا قتل کتنا بڑا جرم ہے، اس کا اندازہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"دنیا کا زوال اور ختم ہوجانا، خدا کے ہاں ایک مرد مسلمان کے قتل ہونے سے کم تر ہے۔"

نیز ارشاد فرمایا گیا:

"اگر تمام آسمان وزمین کی مخلوق مل کر ایک مومن کے قتل میں شریک ہوگی، تو خدا سب کو جہنم میں داخل کرے گا۔"

صرف قاتل ہی ان وعید کے مستحق نہیں، بلکہ قتل کے عمل سے راضی ہونے والے بھی مستحق عذاب ہیں، آپ کا ارشاد ہے:

"اگر ایک شخص مشرق میں قتل ہو جائے اور دوسرا مغرب میں ہو اور اس پر راضی ہو تو وہ اس کے خون میں شریک ہے۔"

اسلام کی نظر میں انسانی حیات کی یہ تعظیم صرف مسلمانوں سے مخصوص نہیں، بلکہ یہ احترام بلاتفریق رنگ ونسل اور ملت ومذہب ہر انسان کا حق ہے، جیسے سورۂ مائدہ میں بلاکسی شرط کے ایک نفس انسانی کے قتل کو تمام انسانوں کا قتل قرار دیا گیا۔ اللہ نے کفار سے بھی قتال کی اجازت اس وقت تک نہیں دی، جب تک وہ جنگ میں پہل نہ کریں، سب سے پہلے مسلمانوں کو جواز قتال ملتا ہے، اس کے الفاظ پر غور فرمائیں:

"قتال کی اجازت دی جارہی ہے، ان کو جن سے قتال کیا جارہا ہے، اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا جارہا ہے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔" (الحج)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

''اگر کوئی تم پر ظلم کرے، تو تم اتنا ہی بدلہ لو، جتنا اس نے ظلم کیا تھا، لیکن اگر بدلہ نہ لو اور صبر کر جاؤ تو تمہاری نگاہ میں بڑا اچھا عمل ہے۔'' (النحل)

قابل توجہ ہے کہ اسلام جب جائز بدلے کے بجائے صبر کرنے کو ترجیح دیتا ہے تو دہشت گردی کو کیسے پسند کرے گا۔ اللہ نے تو اپنی توحید اور اپنے نبیوں کی نبوت بھی جبر و طاقت سے نہیں منوائی، اگر طاقت کے ذریعے ہی منوانا ہوتا تو ابلیس کو روز اول ہی بالجبر حضرت آدم علیہ السلام کے آگے جھکوا دیتا اور قیامت تک کے لئے اس مہلت کا قضیہ نہ چلتا۔ دین و ایمان کا تعلق قلب سے ہے اور جب تک ایمان کی تاثیر قلب میں جاری نہ ہو، طاقت و خوف سے پڑھا گیا کلمہ بے لا حاصل رہے گا۔

اسلام میں تلوار معاشرے کی بقا اور زندگی کے احترام کے لئے ان عناصر کے خلاف اٹھائی جاتی ہے، جو حیات انسانی اور بقائے انسانی کے لئے مضر ہوتے ہیں اور یہ قدم صرف اس وقت اٹھایا جاتا ہے، جب ایسا کرنا ناگزیر ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح حکم تھا کہ حملے میں پہل نہ کی جائے۔ اسلام نے فتح مبین کا لقب کسی جنگ کے بجائے صلح حدیبیہ کو دیا اور بتایا جنگ ایک انتہائی عمل کا نام ہے اور یہ اس وقت عمل میں لائی جاتی ہے، جب مصالحت کے تمام امکانات اور گفت و شنید کے سارے راستے بند ہو جائیں، جو فوائد معاملہ فہمی اور گفتگو سے حاصل ہو سکتے ہیں، وہ جنگ سے ممکن نہیں ہیں۔ آج دنیا میں امن و سکون اور بقائے انسانی کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے پیغام امن و سلامتی کو عام کریں۔ ☆☆

# حقوق بنی نوع انسانی

ایک انسان کے دوسرے انسان پر انسانی برادری کی حیثیت سے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں، جن کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ سب سے پہلا حق انسانی برادری کا یہ ہے کہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دی جائے، کیونکہ اسلام میں ہی اصل نجات ہے اور ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر انسان کو خواہ وہ کوئی ہو، اسے دوزخ کی آگ سے بچانے کی کوشش کرے۔

لوگوں سے اچھی بات کہنا اور اچھائی سے پیش آنا بھی انسانی فرائض میں داخل ہے، چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وقولوا للناس حسناً۔''

ترجمہ: ''لوگوں سے اچھی باتیں کرو۔''

آپس میں اختلافات بھی رونما ہوتے ہیں، لیکن ایک مسلمان کو کبھی کسی قوم کے معاملہ میں خواہ اس سے کتنی ہی دشمنی کیوں نہ ہو، اسے عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوی۔'' (المائدہ:۸)

ترجمہ: ''کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دو عدل اور انصاف کرو کیونکہ یہ بات تقویٰ کے قریب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان افضل عباد اللہ منزلة یوم القیمة امام عادل۔''

ترجمہ: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام بندوں میں سب سے زیادہ عزت عدل کرنے والے حاکم کی ہوگی۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، آپس میں خوش اخلاقی سے پیش آؤ اور سب مل کر آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، ایک دوسرے پر رحم کرنا چاہئے اور ہر وقت دوسرے کی بھلائی کی تدبیریں کرتے رہنا چاہئے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جو بندوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔'' حضرت حالی مرحوم اپنی شہرہ آفاق نظم ''مسدس حالی'' میں اس حدیث شریف کا ترجمہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
گزر جائے آفت کسی کے جو سر پر
پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عبادت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

صدقہ و خیرات میں مسلمان اور غیر مسلمان کی کوئی تخصیص نہیں، جو بھی صدقہ اور خیرات کا حقدار ہو اس کو دینا چاہئے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ البتہ زکوٰۃ غیر مسلموں پر خرچ نہیں کی جاسکتی۔

انتخاب: ابو عمیرہ خان

# رمضان المبارک کا آخری عشرہ

سید ابرار علی

رمضان وہ مبارک و مقدس مہینہ ہے جس میں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے پورے کے پورے کھل جاتے ہیں، جس طرح رمضان المبارک پورے سال میں افضل ترین مہینہ ہے اسی طرح اس ماہ مبارک کا آخری عشرہ پہلے دونوں عشروں پر فضیلت رکھتا ہے۔ اس فضیلت کی ایک بڑی وجہ اس میں ''لیلۃ القدر'' کا ہونا ہے۔ یہ رات بڑی برکتوں اور رحمتوں کی رات ہے۔ بندہ اگر اس کی جستجو میں کامیاب ہو جائے تو اس ایک رات میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی وہ اتنی منزلیں طے کر سکتا ہے جتنی ہزاروں راتوں میں بھی طے نہیں کر سکتا۔ شب قدر کی فضیلت قرآن کریم نے ایک مکمل سورۃ میں بیان کی ہے:

''ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے لئے) اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔ یہ (رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔'' (سورۂ قدر)

اس سورۃ کا شان نزول امام سیوطیؒ نے ''لباب النقول'' میں یہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستے میں جہاد کرتا رہا۔ صحابہ کرامؓ کو اس پر رشک آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی کے لئے اس رات کا نزول فرمایا:

علمائے امت کی بڑی اکثریت یہ رائے رکھتی ہے کہ رمضان کی آخری دس تاریخوں میں سے کوئی ایک طاق رات شب قدر ہے۔ یعنی اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا انتیسویں، حدیث کی معتبر روایات سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ بعض روایات میں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ وہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی رمضان کی آخری دس تاریخوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ غالباً کسی رات کا تعین اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی لئے نہیں کیا گیا کہ مسلمان اس کی جستجو میں رہیں، ان کی طلب اور ہمت بڑھے اور وہ اس ماہ کی آخری راتیں اس کی طلب میں قیام و عبادت اور دعا، مناجات میں گزاریں اور کسی ایک رات پر اکتفا نہ کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل بھی اسی بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہے کہ:

''جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے تھے اور شب بیداری کرتے تھے اور اپنے گھر کے لوگوں یعنی اہل و عیال کو بھی جگا دیتے تھے۔'' (بخاری و مسلم)

احادیث نبوی میں اس رات میں قیام کرنے (عبادت کے لئے کھڑے رہنے) کی بڑی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور اللہ سے اجر کی خاطر عبادت کے لئے کھڑا رہا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔'' (بخاری، مسلم عن ابی ہریرہؓ)

اور مسند احمد میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''شب قدر رمضان کی آخری دس راتوں میں ہے، جو شخص ان کے اجر کی طلب میں عبادت کے لئے کھڑا رہا اللہ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔'' (شعب الایمان بیہقی، اسوۂ رسول اکرمؐ، ڈاکٹر محمد عبدالحئیؒ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر مجھے شب قدر کا پتا چل جائے تو میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''یہ دعا کرو کہ: یا اللہ! آپ معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند کرتے ہیں، پس مجھے معاف کر دیجئے۔''

وہ شخص بہت ہی کم نصیب ہوگا جو رمضان کے بابرکت مہینے میں اپنے اخروی سفر کے لئے اپنے توشے میں اضافہ نہ کرے، اس مہینے میں معمولی محنت

اور مجاہدے سے بہت کچھ مل سکتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت محض بہانہ تلاش کرتی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو اس بابرکت رات میں اپنے تمام کاموں سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جانا چاہئے۔ غور کیجئے دنیاوی کاروبار کے لئے تو ہم رات رات بھر جاگنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور اگر ہماری ڈیوٹی ہی رات کی ہو تو ہر قیمت پر جاگ کر اپنی ملازمت کی ذمہ داری ہم پوری کرتے ہیں اور چند سکوں کی خاطر ہم اپنی نیند قربان کردیتے ہیں تو اس بیش قیمت برکتوں، رحمتوں اور فضیلتوں والی رات کو پانے کی ذرا جدوجہد کیوں نہیں کرسکتے؟ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم یہ دنیاوی کام شروع رمضان میں یا رمضان سے پہلے کریں۔ پچھلے سال رمضان میں بہت سے لوگ ایسے تھے کہ جو اس دنیا میں تھے مگر آج وہ اس وقت دنیا میں نہیں رہے، اس لئے یہ مبارک مہینہ اس طرح گزاریں، یہ سوچ کر گزاریں کہ خدا جانے اگلے رمضان تک زندگی باقی رہے گی بھی یا نہیں؟ اگلا رمضان المبارک اور اس کا آخری عشرہ آخری عشرے کی یہ مبارک راتیں نصیب ہوں گی یا نہیں؟

☆☆.........☆☆

# فضائل قرآن کریم

عنایت اللہ، گجرات

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں، انسانوں میں سے کچھ حضرات اللہ تعالیٰ کے اپنے (مقرب) ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں، وہ حفاظ کرام ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے اپنے اور خاص لوگ ہیں۔

(فضائل حفظ قرآن ص:۲۷)

حفاظ قرآن اللہ تعالیٰ کے اولیاء (دوست) ہیں، پس جس نے ان سے عداوت کی، اس نے اللہ تعالیٰ سے عداوت کی اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دوستی کی۔

(فضائل حفظ القرآن ص ۲۹)

جس نے ہر روز دو سو آیات قرآن پاک میں دیکھ کر تلاوت کیں اس کی اپنی قبر کے اردگرد کی سات قبر والوں کے حق میں شفاعت قبول کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس کے والدین سے عذاب قبر ہلکا کردیں گے، اگرچہ وہ مشرک ہی ہوں۔ (ایضاً)

قسم ہے اس ہستی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قرآن کی ایک آیت سننا سونے کے پہاڑ صدقہ کرنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

اور ایک آیت پڑھنا عرش کے تلے کی تمام اشیاء سے افضل ہے۔

جس نے رات کو تیس آیات کی تلاوت کی اس رات کوئی درندہ یا چور اس کو ضرر نہ پہنچا سکے گا، بلکہ وہ اور اس کے اہل خانہ اور مال سب خیر و عافیت میں رہیں گے حتی کہ صبح ہو جائے۔

جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی اس کو دخول جنت میں موت کے سوا کوئی شے مانع نہیں۔

جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی، اس کے قدموں سے آسمان تک نور چمکے گا جو قیامت تک اس کے لئے روشن ہو جائے گا اور دونوں جمعوں کے درمیانی گناہوں کی بخشش کردی جائے گی۔

جس نے یٰسین پڑھی گویا اس نے دس بار قرآن پڑھا۔

قرآن میں ایک سورۃ جو تیس آیات پر مشتمل ہے، اپنے پڑھنے والے کے لئے دعا مغفرت کرتی رہتی ہے حتی کہ اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور وہ ''تبارک الذی بیدہ الملک'' ہے۔

جس نے ''قل ھو اللہ احد'' دس بار پڑھی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائیں گے۔

اے علی قرآن سیکھ اور لوگوں کو سکھا، تجھے ہر حرف پر دس نیکیاں ملیں گی اگر اسی پر مرا تو شہید مرے گا۔

اے علی قرآن سیکھ اور لوگوں کو سکھا اگر اس پر مرا تو ملائکہ تیری قبر کا طواف کیا کریں گے، جیسے انسان بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔

حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں، دس سورتیں دس چیزوں سے بچاتی ہیں:

''(۱) سورۂ فاتحہ اللہ کے غضب سے بچاتی ہے، (۲) سورۂ یٰسین قیامت کے دن پیاسا رہنے سے بچائے گی، (۳) سورۂ دخان قیامت کے ہولناکیوں سے بچائے گی، (۴) سورۂ واقعہ فقر و فاقہ سے بچائے گی، (۵) سورۂ ملک عذاب قبر سے بچائے گی، (۶) سورۂ کوثر دشمنوں کی دشمنیوں سے بچائے گی، (۷) سورۂ کافرون موت کے وقت کفر سے بچائے گی، (۸) سورۂ اخلاص منافقت سے بچائے گی، (۹) سورۂ فلق حاسدوں کے حسد سے بچاتی ہے، (۱۰) سورۂ ناس وسوسوں سے بچاتی ہے۔''

ترتیب تلاوت:

(۱) فجر کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ یٰسین پڑھے، (۲) ظہر کے بعد سورۂ دخان پڑھے، (۳) عصر کی نماز کے بعد چاروں قل اور سورۂ کوثر پڑھے، مغرب کے بعد سورۂ واقعہ اور عشاء کے بعد سورۂ ملک کی تلاوت کرے۔ (تحفۂ حفاظ ص۲۹۴)

☆☆.........☆☆

# انتقام کی راہ پر

جناب زبیر طارق صاحب

مکہ پر غم اور اداسی کے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے، جس شخص کو دیکھو اس کا منہ اترا نظر آتا تھا، بدر کی لڑائی کو زیادہ مدت نہیں گزری تھی، شکست کے زخم ابھی تازہ تھے، لوگ شدید غصے میں بھرے ہوئے تھے اور جذبۂ انتقام انہیں بے چین کئے دیتا تھا۔ اس جنگ میں مارے جانے والے لوگوں کی یاد آتے ہی ان کے سینوں سے آہیں نکلتیں اور غم سے کلیجے پھٹنے لگتے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہونے والے عزیزوں کی یاد انہیں الگ ستا رہی تھی۔ غم اور ندامت نے لوگوں کی زبانیں بند کر رکھی تھیں اور شرمندگی کے باعث وہ آپس میں آنکھیں ملانے سے کترا رہے تھے۔

عمیر بن وہب کی حالت بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھی، وہ قریش کے ایک نامور فرد تھے اور انہی کی مانند اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ مکہ میں تھے تو وہ انہیں ستانے اور اذیتیں دینے میں پیش پیش رہے، بدر کی جنگ میں مسلمانوں کی قوت کا اندازہ لگانے کے لئے یہی نکلے، شکست کے بعد وہ بدر کے میدان سے جان بچا کر نکل آئے مگر ان کا بیٹا وہب مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا، عمیر کو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف اپنے جرائم کا احساس تھا، یہی وجہ تھی کہ اب وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں مسلمان اس نوجوان کو ان جرائم کی سزا نہ دے ڈالیں جو اس کے باپ نے کئے تھے۔

ایک صبح سورج بلند ہوا تو عمیر حرم کی جانب چل کھڑے ہوئے، وہاں پہنچ کر ان کی نظر صفوان بن امیہ پر پڑی جو قریش کا ایک نامور سردار تھا، صفوان حجر میں ایک جانب تنہا بیٹھا تھا، حجر، حرم کے ساتھ ایک مقام تھا جہاں سرداران قریش مل بیٹھ کر مشورے کیا کرتے تھے، صفوان کو دیکھ کر عمیر اس کے پاس آئے اور کہا:

صبح بخیر قریش کے معزز سردار!

"صبح بخیر، وہب کے باپ! آؤ بیٹھو، چند گھڑی باتیں کریں، وقت کا کاٹنا کتنا دشوار ہو گیا ہے۔"

عمیر صفوان کے پاس بیٹھ گئے، بات کرنے کے لئے کیا دھرا تھا؟ جلد ہی بدر کے میدان میں پیش آنے والے المیے پر گفتگو ہونے لگی، وہ ان قیدیوں کی باتیں کرنے لگے، جنہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں نے گرفتار کیا تھا۔ سرداران قریش کا تذکرہ چھڑتے ہی ان کے دل بھر آئے، یہ سردار بدر کے دن مسلمانوں کی تلوار کا شکار ہوئے تھے اور بدر کے کنویں نے انہیں اپنی گہرائی میں چھپا لیا تھا۔

"بخدا! ان لوگوں کے بعد زندہ رہنے میں کوئی بھلائی نہیں۔"

صفوان بن امیہ نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا:

"اللہ کی قسم! تم نے سچ کہا، واقعی زندگی میں کچھ مزا نہیں رہا۔"

عمیر نے صفوان کی تائید کی اور پھر خاموش ہو گئے، ان کے سینے میں انتقام کے شعلے بھڑکنے لگے تھوڑے وقفے کے بعد وہ دوبارہ بولے:

رب کعبہ کی قسم! اگر مجھے لوگوں کے قرض اور اپنے بیوی بچوں کی بربادی کا فکر نہ ہوتا تو میں محمد (ﷺ) کو قتل کر کے اس سارے معاملے کی جڑ کاٹ دیتا۔

اتنا کہنے کے بعد وہ دھیمی آواز میں بولے:

"میرا بیٹا وہب ان کے پاس ہے، میرے یثرب جانے پر کوئی شک بھی نہیں کر سکتا۔" عمیر نے گویا صفوان کے دل کی بات کہہ دی تھی، وہ فوراً عمیر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا:

"عمیر! تم قرض کی فکر مت کرو، تمہارا سارا قرض میرے ذمہ رہا، اب اسے میں ادا کروں گا، رہا تمہارے بیوی بچوں کا معاملہ، انہیں میں اپنے خاندان کے ساتھ رکھوں گا، تم جانتے ہو، میرے پاس مال و دولت کی کمی نہیں، وہ میرے پاس ایک بہترین آسودہ زندگی بسر کریں گے۔"

"ٹھیک ہے مگر یہ بات پوشیدہ رہنی چاہئے، کسی تیسرے فرد کو ہرگز خبر نہ ہو۔" عمیر نے اپنے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا:

"فکر نہ کرو ایسا ہی ہوگا۔"

صفوان نے انہیں اطمینان دلایا۔

یہ بات طے کر کے عمیر اٹھ کھڑے ہوئے، ان کے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نفرت

کے شعلے بھڑک رہے تھے، وہ اپنا عزم پورا کرنے کی تیاری میں لگ گئے، عمیر کے حکم پر ان کی تلوار تیز کر کے زہر میں ڈبو دی گئی، پھر ان کی سواری کا بندوبست ہوا اور ایک روز وہ اپنی منزل کی جانب روانہ ہوگئے، انہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہ تھی، ان دنوں قریش کے لوگ اپنے قیدیوں کے سلسلے میں اکثر یثرب آ جا رہے تھے، ان کے سفر پر شک نہیں کیا جاسکتا تھا۔

مدینہ پہنچ کر عمیر مسجد نبوی کی جانب چل دیئے، مسجد کے دروازے کے قریب انہوں نے اپنا اونٹ زمین پر بٹھایا اور نیچے اتر آئے۔ حضرت عمر فاروقؓ چند اور صحابہ کرامؓ کے ہمراہ مسجد میں دروازے کے قریب ہی بیٹھے تھے، یہاں بھی موضوع گفتگو معرکہ بدر ہی تھا، بدر کے بعد نمودار ہونے والی صورت حال، اسیران قریش اور ان کے مقتولین کی باتیں زیر بحث تھیں۔ مہاجرین و انصار کی بہادری کی داستانیں بیان کی جارہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جس طرح اپنے فضل اور مدد سے نوازا اور ان کے دشمنوں کو جس خونریزی اور شکست کا سامنا کرنا پڑا، اس کا تذکرہ ہو رہا تھا، اچانک حضرت عمرؓ کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی وہ اپنی سواری سے نیچے اتر کر مسجد کی جانب چلے آرہے تھے اور ان کی تلوار گلے میں لٹک رہی تھی، حضرت عمرؓ چونک کر بولے:

''یہ دشمن خدا! عمیر بن وہب ہے، واللہ اس کی نیت میں ضرور کھوٹ ہے، مشرکین مکہ نے اسے ہمارے خلاف بھڑکا کر بھیجا ہے، ابھی کچھ دیر پہلے بدر میں یہ ہمارے خلاف جاسوسی کرتا رہا ہے، پھر وہ مجلس کے ساتھیوں سے مخاطب ہوئے: ہمیں فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنا چاہئے، تم رسول اللہ کے گرد حصار باندھ لو اور خوب چوکنے رہو، کہیں یہ خبیث فریبی آپ ﷺ کو دھوکا نہ دے۔''

حضرت عمرؓ جلدی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور فرمایا: اللہ کے رسول! دشمن خدا عمیر بن وہب گلے میں تلوار لٹکائے آیا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ اس کی نیت بُرائی کے سوا کچھ اور ہے۔

''اسے میرے پاس آنے دو۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حضرت عمر فاروقؓ، عمیر بن وہب کے پاس پہنچے اور ان کو گریبان سے پکڑ لیا، پھر انہی کی نیام کا پٹا ان کی گردن کے گرد لپیٹ دیا اور اس حالت میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا:

''عمر! اسے چھوڑ دو۔''

حضرت عمرؓ نے انہیں چھوڑ دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔

عمیر آپؐ کے قریب آئے اور عربوں کے جاہلی انداز میں صبح بخیر کہا:

''عمیر! اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری دعا سے کہیں بہتر دعا عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلام سے نوازا ہے اور یہ اہل جنت کی دعا ہے۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر کو جواب دیا: ''بہرحال ہم آپ کو اپنا ہی سلام کریں گے۔'' عمیر نے کہا۔

''کہو! کیونکر آنا ہوا؟'' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

''میں اس قیدی کے لئے آیا ہوں جو آپ کے پاس ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے لوٹا کر مجھ پر احسان فرمائیں۔''

''تم نے اپنے گلے میں تلوار کیوں لٹکا رکھی ہے؟''

اللہ ان تلواروں کا بُرا کرے، انہوں نے بدر کے دن آپ کا کیا بگاڑ لیا؟ عمیر نے جواب دیا:

''عمیر! مجھے سچ بتاؤ تم کس لئے آئے ہو؟''

میں آپ کو آنے کی وجہ بتا چکا ہوں۔

''کیا تم حجر میں صفوان بن امیہ کے ہمراہ نہیں بیٹھے تھے؟ تم دونوں نے قریش کے ان مقتولین کی باتیں کیں جنہیں ہم نے بدر کے دن کنوئیں میں ڈال کر دفن کیا تھا، پھر تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض اور بال بچوں کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں محمد کو قتل کر آتا... صفوان بن امیہ نے تمہارے قرض اور بال بچوں کی ذمہ داری اٹھائی ہے تاکہ تم مجھے قتل کردو۔''

یہ بات سن کر عمیر ایک لمحہ کے لئے ہکا بکا رہ گئے، اس کے بعد گویا ہوئے:

''اے اللہ کے رسول! آپ آسمان کی خبریں اور وحی کے ذریعے سے آپ پر جو کچھ نازل ہوتا، ہمیں بتاتے تھے مگر ہم جھٹلا دیا کرتے تھے، لیکن صفوان کے ساتھ میری اس گفتگو کی خبر اس کے یا میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ واللہ! یہ خبر ضرور آپ کو اللہ نے دی ہے، میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جو مجھے آپ کے پاس لایا تاکہ میں اسلام کی ہدایت پاؤں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اپنے بھائی کو دین کی تعلیم دو، اسے قرآن سکھاؤ اور اس کے قیدی (بیٹے) کو آزاد کردو۔''

عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے پر مسلمان بہت خوش ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''عمیر نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جسارت کی تو مجھے خنزیر اس سے زیادہ پسند تھا، مگر آج وہ مجھے اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔''

مدینہ میں عمیرؓ اسلامی تعلیمات سیکھنے اور قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف تھے، ادھر مکہ میں صفوان بن امیہ اپنے آپ کو تسلی دے رہا تھا۔ وہ قریش کی مجلسوں سے گزرتا تو کہتا: خوش ہوجاؤ... جلد ہی ایک بڑی خبر آنے والی ہے، ایسی خبر جس سے تم بدر کے واقعہ کو بھول جاؤ گے۔

پھر صفوان کا انتظار طویل ہونے لگا، آہستہ آہستہ وہ بے چین رہنے لگا، اس کی بے قراری بڑھتی گئی، اب اسے کسی پہلو چین نہ آتا، اس نے آتے جاتے مسافروں سے عمیر بن وہب کے بارے میں پوچھنا شروع کردیا، مگر اسے کوئی جواب نہ ملا اور اس کا انتظار طویل تر ہوگیا، بالآخر ایک دن ایک سوار اس کے پاس آیا اور انکشاف کیا کہ عمیر مسلمان ہوگیا ہے۔

اس خبر کا سننا تھا کہ صفوان پر گویا بجلی آن گری... وہ سمجھتا تھا دنیا بھر کے لوگ مسلمان ہوجائیں گے مگر عمیر بن وہب اسلام قبول نہیں کرسکتا۔

ایک دن عمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایک طویل مدت تک اللہ کا نور بجھانے میں دن رات مصروف رہا، میں نے اسلام قبول کرنے پر لوگوں کو شدید اذیتیں دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اجازت دیں تو مکہ جاؤں اور قریش کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جانب دعوت دوں۔ اگر وہ قبول کرلیں تو کیا ہی اچھا ورنہ انہیں ان کے دین کے لئے اسی طرح اذیت دوں جیسے آپ کے ساتھیوں کو دیا کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی، وہ اچانک مکہ پہنچ کر صفوان بن امیہ کے گھر آئے اور بولے:

''صفوان! تم مکہ کے سرداروں میں سے ہو اور تمہارا شمار قریش کے عقلمند لوگوں میں ہوتا ہے، کیا تمہیں کبھی خیال نہیں آیا کہ تم لوگ جس طرح پتھروں کو پوجتے ہو اور ان کے لئے قربانیاں کرتے ہو، ایک درست عقل اسے دین تسلیم نہیں کرتی، جہاں تک میرا معاملہ ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

پھر عمیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں لوگوں کو اللہ کی جانب بلانا شروع کیا، ان کی محنت رنگ لائی اور بے شمار لوگوں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔

☆☆..........☆☆

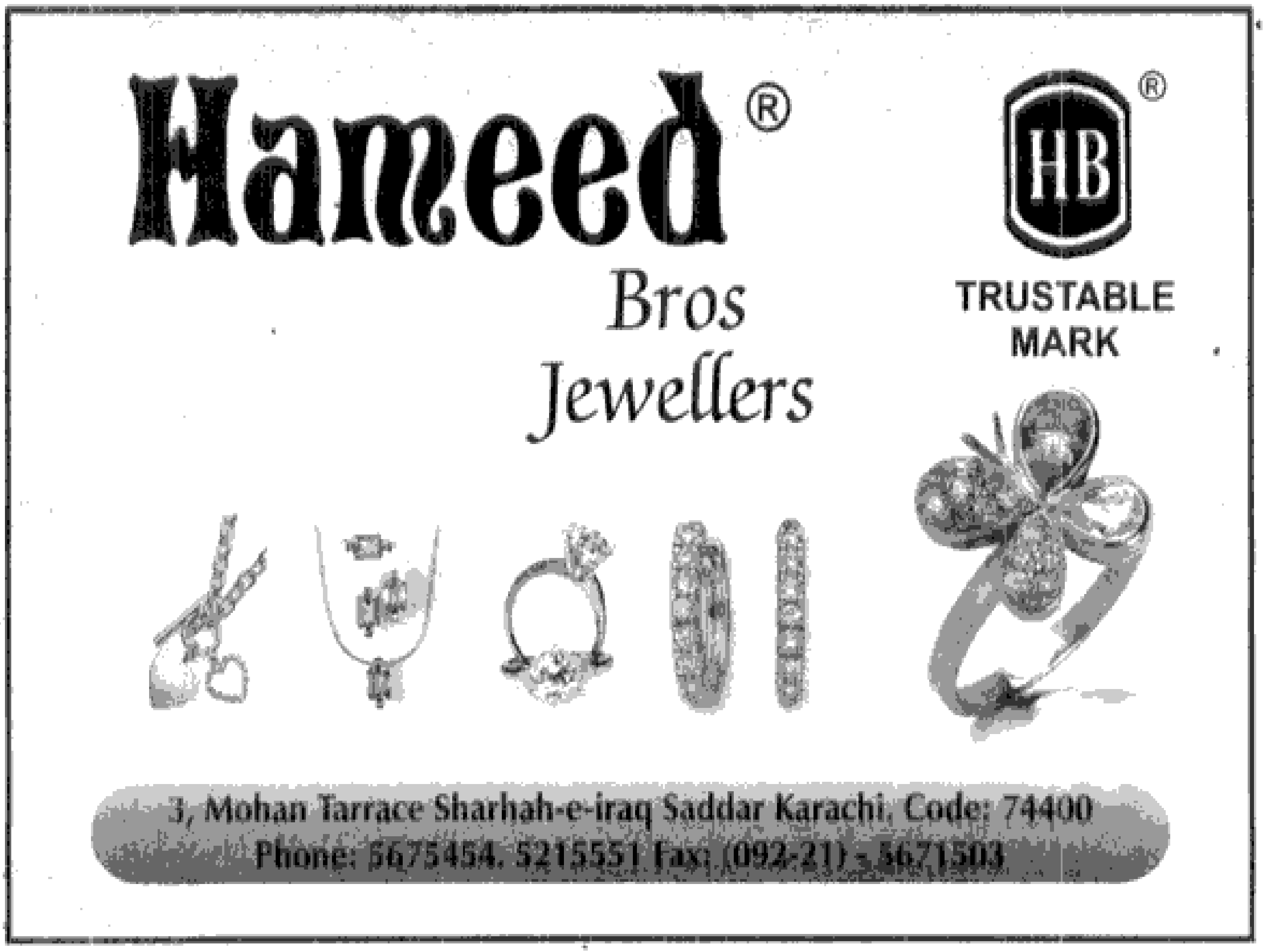

# دعا
## آداب و فضائل

مولانا محمد ساجد حسن

"جب میرے بندے میرے بارے میں تجھ سے دریافت کریں تو کہہ دے کہ میں بہت ہی قریب ہوں' قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی' جب وہ مجھ سے مانگے تو لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔" (سورۂ بقرہ:۱۸۶)

### شان نزول:

ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا' عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا رب اگر ہم سے قریب ہے تو ہم آہستہ آواز سے دعا مانگا کریں اگر دور ہو تو بلند آواز سے پکارا کریں؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) خاموش رہے' اس پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

### تشریح وتوضیح:

آیت شریف میں بتایا گیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت خاصہ ہر وقت بندوں کی طرف منعطف و متوجہ رہتی ہے اور حق تعالیٰ شانہ انفرادی و اجتماعی' چپکے و زور سے جلوت وخلوت میں کی جانے والی ہر دیہاتی و شہری کی ہمہ وقت و ہر طرح کی دعاؤں کو سنتے اور قبول کرتے ہیں اور ان کی حاجات پوری کرتے ہیں۔ اس لئے بندوں کو بھی چاہئے کہ ایسے شفیق و مہربان آقا سے مانگیں اور اس کی اطاعت کریں۔

### دعا کی اہمیت:

۱:..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دعا مانگنے سے تھکو کیونکہ دعا مانگنے والا برباد نہیں ہوتا۔

۲:..... حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعا قضا وقدر کو پھیر دیتی ہے اور صلہ رحمی سے عمر میں برکت ہوتی ہے اور گناہ سے آدمی رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

### دعا کی خصوصیت:

(۱) دعا کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے' (۲) دعا کرنے والا اللہ کا فرمانبردار اور اطاعت شعار شمار ہوتا ہے' (۳) دعا اللہ کا محبوب و پسندیدہ عمل ہے' (۴) دعا حصول خیر اور دفع شر کا ذریعہ ہے' (۵) دعا مانگنے والے کو زندگی میں اس کا پھل اور آخرت میں اس کا ثواب ملتا ہے' (۶) دعا آفات بلیات سے بچاؤ' حوادث ومصائب سے بچنے کا محفوظ و مصئون قلعہ ہے' (۷) دشمن کی سازشوں کو دور' ان کی تدابیر کو برباد کرتی ہے' (۸) رنج وغم کو دور کرتی ہے' (۹) مشکلات میں آسانی اور قضاء حاجت کا ذریعہ ہے' (۱۰) دعا مومن کا ہتھیار اور اس کے لئے سپر اور ڈھال ہے' (۱۱) دعا خزانہ الٰہی کی کنجی اور رحمت خداوندی کا وسیلہ ہے' (۱۲) دعا مغفرت کا ذریعہ اور توبہ کی قبولیت کا دروازہ ہے' (۱۳) دعا ہر مرض کی دوا ہے اور درد کا درماں ہے۔

### دعا کے آداب:

(۱) لہجہ میں لجاجت' دل میں خشوع' آواز میں پستی' ہیئت سے انکساری اور الفاظ عجز وانکسار کے مناسب ہوں۔ غرض بندگی' سرافگندگی' عجز و لاچاری اور محتاجی اور مسکینی کی تصویر ہو' (۲) موت کی دعا نہ مانگے اور ایسی چیزیں بھی نہ مانگے جو عقلاً و عادتاً ممکن نہ ہوں' (۳) جو چیزیں شرعاً ممنوع ہیں ان کی طلب اور تمنا بھی نہ کرے' (۴) اگر ممکن ہو تو تنہائی میں اور چھپ کر دعا کرے' (۵) قبلہ رخ ہو کر دعا کرے (۶) آواز میں اعتدال ہو نہ زور سے نہ زیادہ آہستہ' (۷) دعا میں پرتکلف مقفیٰ ومسجع الفاظ کا استعمال نہ کرے' (۸) دونوں ہاتھوں میں فاصلہ رکھے' (۹) ہاتھوں کو آستین اور چادر وغیرہ سے باہر نکالے رکھے' (۱۰) اللہ کی شان کریمی پر نگاہ رکھتے ہوئے قبولیت کا یقین رکھے' (۱۱) عافیت اور خوشحالی کے زمانہ میں بھی دعا کا زیادہ اہتمام کرے' (۱۲) عافیت کی دعا مانگے' (۱۳) رزق حلال کا اہتمام کرے' (۱۴) دعا الحاح وزاری کے ساتھ ہو اور الفاظ کو تین تین مرتبہ دہرائے' (۱۵) دعا میں اپنی حاجت اور ضرورت مانگنے سے پہلے اللہ کی حمد وثنا کرے' جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم "سبحان ربی العلی الاعلیٰ الوھاب" کے الفاظ سے دعا شروع فرماتے تھے' بعد میں حضور پر درود اور پھر اپنی حاجت کا سوال آخر میں حمد وثنا اور درود شریف پر دعا کو ختم کرے' (۱۶) آمین کہہ کر دعا کو ختم کرے' (۱۷) آخر میں اپنے ہاتھ اس تصور سے چہرے پر پھیر لے کہ یہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی واپس نہیں ہو رہے ہیں بلکہ رب کریم کی رحمت و برکت کا حصہ ان کو ملا ہے۔

### دعا کے اوقات:

دعا کے مقبولیت میں بنیادی دخل تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دعا کرنے والے کے تعلق اور اندرونی کیفیت کا ہے' مگر اس کے علاوہ کچھ خاص احوال و اوقات بھی ایسے ہیں' جن میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت وعنایت سے قبولیت کی خاص امید ہے: ماہ

رمضان المبارک' عرفہ کا دن' جمعہ کا دن' امام کے خطبہ پڑھتے وقت دل دل میں دعا کرنا' افطار کے وقت' رات کا آخری حصہ' نماز فجر سے طلوع شمس تک' نماز عصر سے غروب تک' فرض نمازوں کے بعد' ختم قرآن کے وقت' اذان اور تکبیر کے درمیان' بارش برستے ہوئے' ایسے جنگل و بیابان میں جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو' سفر اور بیماری کی حالت میں اور اگر مقامات اجابت مثلاً مساجد ثلاثہ' طواف' ملتزم وغیرہ پر حاضری میسر آجائے تو کیا کہنا۔

دعا نہ مانگنے پر وعید:

اللہ ایسا رحیم و کریم اور بندوں پر مہربان کہ مانگنے پر پیار اور نہ مانگنے پر اسے غصہ آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ سے نہ مانگے اس پر اللہ ناراض ہوتا ہے۔

دعا کی قبولیت کا مطلب:

ایک طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے دعا مانگنے کا حکم اور اس کی قبولیت کا وعدہ ہے' دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری دعائیں رائیگاں اور بے اثر ہوجاتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ دعا کے آداب شرائط ملحوظ نہیں رکھے گئے جتنے گناہ پہلے ہو رہے تھے اتنے ہی دعا کے وقت بھی جاری و ساری تھے جب کہ دعا مانگنے والوں کے لئے گناہ سے اجتناب اور توبہ تلہ ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دعا تو قبول ہوتی ہے مگر دعا مانگنے والوں کو تین باتوں سے ایک ضرور عطا ہوتی ہے:

۱:...... یا تو اس کی دعا اسی وقت قبول فرما کر منہ مانگی مراد پوری کردی جاتی ہے۔

۲:...... یا اسے ذخیرہ کرکے آخرت میں ثواب دیا جاتا ہے۔

۳:...... یا دعا کی وجہ سے آنے والی کوئی بلا و مصیبت ٹال دی جاتی ہے۔

پیغام:

عام طور پر دعا کو حصول مقاصد کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے کہ جب ضرورت درپیش ہوتی ہے تو دعا مانگی جاتی ہے اور ضرورت پوری ہوئی تو دعا بھی ختم' جب کہ دعا دیگر عبادات کی طرح ایک عبادت بھی ہے بلکہ اہم عبادت' عبادت کا مغز' عبادت کا خلاصہ اور جوہر ہے۔ عبادت ہی انسان کی تخلیق کا مقصد اصلی ہے اور دعا مانگنے والا چونکہ پیدائش کے مقصد اصلی یعنی مغز اور خلاصہ کو پورا کررہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ محبوب عمل ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت بھی اسی میں ہے گویا جس نے دعا کی اور دعا کی حقیقت اس کو نصیب ہوگئی تو اس کے لئے تمام رحمتوں کے دروازے کھل گئے۔ اللہ کی رحمتوں کے سب محتاج ہیں بالخصوص اس زمانے میں جب کہ کفر ملت واحدہ ہوکر اسلام کے خلاف سینہ سپر ہے اور اسلام میں عیب تلاش کرنے والوں' اسلام اور اسلامی تعلیمات کے خلاف زہر اگلنے والوں کو عالمی انعام نوبل پرائز سے نوازا جارہا ہو، پیغمبر اسلام کے توہین آمیز خاکے شائع کئے جارہے ہیں، قرآن کریم کو جلانے کی فیس بک میں مہم چلائی جارہی ہو تو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی خاص ضرورت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ امت کے افراد دعا کو ایک عبادت کے مانند شب و روز کے اعمال میں داخل کریں کیونکہ مومن کا سب سے بڑا اور آخری ہتھیار دعا ہے۔ ☆☆

## میٹروول سائٹ کے ماہانہ اجلاس میں قاضی احسان کی شرکت اور علاقائی نگران کا تقرر

کراچی (ابراہیم حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ قرآن کریم میں تین مضامین کو مرکزی حیثیت حاصل ہے: توحید، رسالت اور قیامت۔ تینوں مضامین عقائد سے تعلق رکھتے ہیں۔ عقائد کی درستگی دیگر اعمال کے لئے شرط کا درجہ رکھتی ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے میٹروول سائٹ کے مفتی عبدالجبار کی زیرنگرانی نئی تعمیر شدہ مسجد عائشہؓ کے درس قرآن میں بعد نماز عشاء کیا۔ انہوں نے سورۂ بقرہ کی چوتھی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے مومنین کی صفات بتائی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے نازل شدہ آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ آپؐ کے بعد نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں، جس سے مرزائیوں/قادیانیوں کی صاف طور پر تکذیب ہوتی ہے۔ مولانا نے مزید کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ہی نبوت سے سرفراز کردیے گئے تھے اور قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول خاتم النبیین کے آخری نبی ہونے کے منافی نہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت آپؐ سے پہلے ہوگئی تھی۔ نزول کے بعد وہ بھی دین محمدی کے پیروکار ہوں گے۔ درس قرآن کے بعد قاضی صاحب نے حلقہ میٹروول کے ماہانہ اجلاس کی صدارت کی۔ اس موقع پر ان کا کہنا تھا کہ ہر کام شروع کرنے سے قبل اس کے لئے ایک نگران اور بڑے کا ہونا ضروری ہے جو سب ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلے تاکہ کام نظم و ضبط کے ساتھ آگے بڑھتا اور ترقی کے منازل طے کرتا رہے۔ قاضی صاحب نے مولانا اعجاز کو نگران اور مفتی مشتاق کو نائب نگران بنانے کا مشورہ دیا، جسے شرکا نے خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ ان کے خصوصی معاونین بالترتیب مولانا قاری اللہ دتہ اور مولانا فیض ربانی مقرر ہوئے۔ تمام ساتھیوں نے اپنے تعاون اور ختم نبوت کے لئے ہر قسم کی قربانی کا یقین دلایا۔ اجلاس میں مولانا عبیدالرحمن، مولانا ارشد، ابن الحسین عابدی، مولانا انعام الحق، بھائی محمد، اشتیاق لالہ، اخلاق بھائی، یاسر، سلیم ناصر، عدنان رسول، عطاء اللہ، سید اللہ اور آصف ولی کے علاوہ بڑی تعداد نے شرکت کی۔ میٹروول سائٹ کا ماہانہ تاریخی اجلاس مولانا قاضی احسان احمد کی پرسوز دعا سے ماضی کا حصہ بنا۔

مسجد نبوی کا سفر

آٹھویں قسط

# دیارِ حبیب ﷺ سے دیارِ غیر تک

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

مدینہ طیبہ حسین خوابوں کا شہر ارمانوں کی جنت امن کا گہوارہ سکون کا اشارہ حسن و جمال کا نظارہ عافیت کا ٹھکانہ مغفرت کا بہانہ لطف و عطا کا مرکز فیوض و برکات کا منبع انوار و تجلیات کا سرچشمہ عشاق کی منزل محبت و عقیدت کی آماجگاہ گناہگاروں کی جائے پناہ ہے لوگ اس کے دیوانے پروانے مستانے ہیں یہاں آ کے کملے بھی سیانے ہیں یہ دین اسلام کا مرکز ہے اور بقول شورش کاشمیری مرحوم کے مدینہ طیبہ فخر و ناز کی پونجی ہے محبت و عقیدت کا سرمایہ ہے جو بھی یہاں آیا ہے اس نے بہت کچھ پایا ہے مدینہ رحمت خداوندی کا خزینہ ہے اس کو وہ شرف حاصل ہے جو کرۂ ارض پر کسی خطے کو حاصل نہیں ہے اور نہ ہی قیامت تک کوئی خطہ اس سعادت سے مشرف ہوگا اس کی آغوش میں ایک ایسا انسان سو رہا ہے جو اپنے مولد سے ہجرت کر کے یہاں آیا اس نے اس کی میزبانی کی ایسی میزبانی کی پھر وہ اسی کا ہو گیا ہمیشہ کے لئے اس کی آغوش میں سو گیا اس کی مٹی کو اس نے اپنے وجود سے زندہ جاوید کر دیا یہاں تک اس کو پسند کیا اتنا بلند کیا کہ صدیوں سے انسانوں کے قافلے صبح و شام اس کی طرف چلے آتے ہیں اس کی فضاؤں میں قرنہائے قرن سے درود و سلام کے موتی بکھر رہے ہیں مدینہ طیبہ میں حاضری دینا دنیا کی عظیم سعادتوں میں سے عظیم ترین سعادت ہے چودہ سو سال میں سے اس کی کوئی ساعت کوئی ثانیہ درود و سلام سے خالی نہیں رہا مدینہ طیبہ کی گلیاں ہم جیسے گناہگاروں کے لئے مصری کی ڈلیاں اور گلاب کی کلیاں ہیں اس کے ذرے مہر و ماہ کو شرماتے اور دل و نگاہ کو چمکاتے ہیں اس لئے لوگ بار بار یہاں آتے ہیں اس کی ہواؤں میں انعکاس نبوت کی خوشبوئیں دل کی آرزوئیں بسی ہوئی ہیں وہ دریائے کرم ہے ہر ذی روح اس کے ہاں آ کر اپنی پیاس بجھاتا ہے وہ آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے چاہے ہم سے کتنا ہی دور ہے وہ کرۂ ارض کا سرتاج ہے دلوں پر اس کا راج ہے وہ سرتاج الانبیاء کی آرام گاہ ہے ایک انسان کی بدولت کروڑوں اربوں انسانوں کو زندگی بخشنے والا کلام اللہ کے ۸۶۴۳۰ کلمات اور تین لاکھ تینتیس ہزار سات سو ساٹھ حروف میں سے مدنی آیتوں کی جائے نزول اور اس آخری نبی کا مدفن مبارک ہے جس کی ذات اقدس پر بائیس سال پانچ ماہ کے عرصہ میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں نازل ہوئیں وہ زبان و بیان کی روح رواں وہ مغفرت و بخشش کا خوبصورت نشاں وہ سپہ سالاروں کے دل کی دھڑکن وہ شاعروں کے تخیل کی معراج وہ خطیبوں کے ولولہ خطابت کی آبرو وہ علماء کے افکار کی آرزو وہ دانشوروں کے علم و حکمت کی جستجو وہ اہل اللہ کا آستانہ آخر وہ عابدوں کی جبیں کا ناز وہ زاہدوں کی محبت و عقیدت کا راز وہ مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز و محور وہ جود و سخا کا مخزن وہ دولت جمال و کمال کا مسکن وہ گناہگاروں کی بخشش گاہ وہ بلدہ رسالت پناہ وہ مرکز دل و نگاہ وہ انس و ملک کی بوسہ گاہ وہ خطا کاروں کا خطا پوش وہ ہر عہد کے فضلاء کی منزل وہ عاشقان صادق کا محمل وہ بیماروں کے لئے خاک شفا وہ انوار الٰہی کا مرکز ہے جس نے سب عاشقوں کی غایت اولیٰ کو دیکھا اور جاوداں ہوگیا اللہ تعالیٰ نے اسے دوام بخشا ہے فرشتے عرش الٰہی سے اس کے فرش پر درود و سلام کے تحفے لاتے ہیں اس نے اسلام کو رونق اور تاریخ کو عزت دی ہے اس نے ادب کو درخشاں کیا اس نے قلم کو توانائی زبان کو گویائی بیان کو زیبائی فکر کو گہرائی ہر انسان کو بھلائی بخشی ہے ہم اس کے وہ ہمارا ہے آنکھوں کا تارہ ہے ہمیں سب سے پیارا ہے جنت کا نظارہ ہے رحمت کا اشارہ ہے اس بن مشکل گزارہ ہے اس کی صبحوں میں صحابہ کا سوز دروں انصار و مہاجرین کا جوش جنوں وہ شب زندہ داروں کی بلاواسطہ حکایت کا گوہر مکنون ہے وہ عرش سے نازک تر وہ سب سے بہتر و برتر ہے اس کا نقش ہی جدا ہے عجیب اس کی ادا ہے ساری کائنات اس پر فدا ہے اس کی گلیوں میں جنت کی ہوا ہے وہ بڑا ہی باوفا ہے وہ شہر مصطفیٰ ہے نصف اسلام اس کی آغوش میں خاموش سو رہا ہے دنیا کے چپے چپے پر اس کا تذکرہ ہو رہا ہے اس کی جو خاک ہے بالکل پاک ہے سب کا اتفاق ہے جس کے دل میں کوئی شک ہے فرق ہے اس کا بیڑا غرق ہے۔ مدینہ طیبہ سب سے بڑی تاریخ ہے اس کے شمال میں جبل احد ہے جس نے لغت کو شجاعت کے لئے بے شمار الفاظ عطا کئے ہیں اس کے مشرق میں جنت البقیع ہے جہاں وہ لوگ سو رہے ہیں جو ابدالآباد تک زندہ و جاوید ہیں جن کے لئے موت نہیں ہے موت ان سے ہمیشہ بھاگتی رہی ہے اور ہمیشہ کے لئے بھاگ گئی جن کے چہروں کی غیرت نے عرش و فرش سے سلام لئے ہیں اور وہ مرکز

زندگی کی ابتدا کر گئے‘ وہی زندگی تب سے اب تک رواں
دواں ہے‘ اسے شہروں کے شہنشاہ‘ مایوس انسانوں کی
امیدگاہ‘ زیرفلک عالم پناہ‘ مدینۃ النبی ﷺ پر ہماری محبت و
عقیدت بھرا اسلام ہو‘ سلام ہو‘ سلام ہو۔

مدینہ طیبہ جدید خوبصورت اور صاف ستھرا شہر
ہے‘ کبھی مدینہ طیبہ جسے دنیا والے یثرب کہا کرتے
تھے ایک بستی تھی‘ حرم نبوی کے نواح میں‘ مارکیٹوں اور
بازاروں سے گزرتے ہوئے انسانی تخیل صدیوں
پیچھے پلٹ کر ان کچے راستوں اور گارے مٹی کے غیر
متناسب گھروں کو نگاہیں تلاش کرتی ہیں اور زائر سوچتا
ہے کہ وہ کون سے راستے ہوں گے جہاں سے فخر کون و
مکاں اور آپ ﷺ کے وفا شعار صحابہ کرامؓ گزرتے ہوں
گے؟ مسجد نبوی کے وسیع و عریض ماربل فرش کے
سامنے سڑک کے پار جیولری کی بے شمار دکانیں ہیں جو
دلہنوں کی طرح سجی زیورات سے لدی‘ آنکھوں کو خیرہ
کرتی ہیں‘ بڑے بڑے شاپنگ سینٹرز اور چھوٹی بڑی
دکانوں کے علاوہ پھیری لگا کر سودا بیچنے والوں کی بھی
کمی نہیں جو خمسہ ریال‘ خمسہ ریال‘ عشرہ ریال‘ عشرہ
ریال کی آوازیں لگاتے سنائی دیتے ہیں۔

مکہ مکرمہ ہو یا مدینہ منورہ یہاں کی مارکیٹوں
میں دنیا بھر کے ہر ملک کا اور ہر قسم کا مال فروخت ہوتا
ہے صبح سویرے حرمین کے باہر سڑک کے پار بعض
ادھیڑ عمر پردہ پوش خواتین بھی فٹ پاتھ پر دکانیں لگا کر
زنانہ و مردانہ سوٹ کے کپڑے‘ عربی چوغے‘ تسبیح‘
مصلی اور ٹوپیاں وغیرہ بیچتی نظر آتی ہیں‘ اسی طرح بے
شمار حبشی خواتین کبوتروں کے لئے دانے کے علاوہ
پودینہ‘ کھجوریں‘ مہندی اور دیگر اشیاء ہاتھ میں
اٹھائے موبائل دکانداری کرتی ہیں۔ شرطوں
(سپاہیوں) کے نمودار ہونے پر یہ دبلی پتلی حبشی
خواتین بھاگ کھڑی ہوتی ہیں‘ تھوڑی دیر بعد پھر
وہیں آن کھڑی ہوتی ہیں‘ شرطوں اور سیاہ فام عورتوں
کے درمیان آنکھ مچولی کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا
ہے‘ جس طرح ہمارے یہاں ساون بھادوں میں
سورج اور بادلوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اہل مدینہ خلیق‘ شفیق‘ مؤدب اور مہمان نواز ہیں‘
اکثر لوگ اہل مکہ کی گرم مزاجی اور سخت گوئی کا شکوہ کرتے
ہیں‘ خطہ کے موسمی اثرات انسانی مزاج اور طبیعت پر
فطرتاً اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں پاکستان میں
بھی یہ چیز دیکھنے میں آئی کہ خشک پہاڑوں اور علاقوں
کے لوگ سخت مزاج اور سرسبز و شاداب پہاڑوں اور
علاقوں کے لوگ خوش مزاج ہوتے ہیں۔ بیت اللہ کی
وجہ سے مکہ مکرمہ سراپا جلال ہے‘ مخصوص جغرافیائی محل
وقوع‘ خشک پہاڑوں‘ تپتے صحراؤں‘ گرم مرطوب آب و
ہوا اور فطری جلال کے باعث یہاں کے لوگوں میں
جلالیت غالب ہے‘ اس کے برعکس مدینہ منورہ سرسبز و
شاداب ہے اور باغات میں گھرا ہوا ہے‘ مدینہ طیبہ کے
موسم میں مکہ جیسی شدت نہیں ہے‘ حرم نبوی اور شاہ کونین
صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی خیر و برکت سے
مدینہ اور اہل مدینہ پر جمال غالب ہے۔

محبت میں سب سے کربناک لمحہ و مرحلہ محبوب
سے جدائی کا ہوتا ہے‘ وصل کی گھڑیاں کتنی ہی طویل
کیوں نہ ہوں عاشق صادق کے لئے پل بھر میں گزر
جاتی ہیں۔ مدینہ طیبہ میں ہمارے ایک ہفتہ قیام کے
ایام ایک کروٹ بدلنے کی دیر میں گزر گئے۔ یکم دسمبر کو
جب صبح معمولات سے فارغ ہو کر اپنی رہائش گاہ پر
آئے تو برادر عزیز مولانا عبدالعزیز خان لاشاری
صاحب اور رفیق محترم مخدوم زادہ حافظ احمد عثمان
صاحب جالندھری ایڈووکیٹ نے دوران گفتگو یہ
بات کہی کہ آج رات بعد از نماز عشاء ہم مکہ مکرمہ واپسی
کے لئے سفر کریں گے اور ہمیں اپنی تیاری مکمل کر لینی
چاہئے‘ ان کی یہ اطلاع یوں محسوس ہوئی جیسے کسی نے
کلیجے پر ہاتھ ڈال دیا ہو‘ بس پھر سارا دن مدینہ طیبہ سے
جدائی کے تصور میں اداس اداس گزرا‘ دن بھر سوچوں
میں کھویا کھویا رہا‘ مسجد نبوی کے مختلف متبرک مقامات
پر اداس اداس گھومتا رہا‘ جیسے میری کوئی قیمتی چیز یہاں
کھو گئی ہو‘ سچ کہا ہے کسی نے محبوب کا در ہو یا دامن
چھوڑنا آسان نہیں‘ پل بھر میں دن گزر گیا‘ رات کی آمد
ہوئی‘ جدائی کے لمحات قریب تر تھے اور خیالات و
تصورات عجیب و غریب تر تھے‘ نماز عشاء کی ادائیگی کے
بعد کافی دیر تک ریاض الجنت میں بیٹھا دعائیں مانگتا رہا‘
الوداعی سلام عقیدت عرض کرنے کی غرض سے مواجہ
شریف کے سامنے جا کھڑا ہوا‘ اس آستانہ رحمت پر پہلی
اور آخری حاضری میں فرق پانے اور کھونے کا ہے‘
دونوں مرتبہ زائر کی کیفیت اور جذبات و احساسات
مختلف ہوتے ہیں‘ جب کوئی زائر آستانہ حبیبؐ پر
الوداعی سلام کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اس کا دل قابو
میں نہیں رہتا‘ آنسوؤں کی برسات میں سب کچھ بھیگ
جاتا ہے‘ اس تصور سے کہ نہ جانے پھر کب اس دربار
رحمت میں حاضری نصیب ہوگی‘ ہوگی بھی یا نہیں؟
آنکھوں سے آنسوؤں کا چشمہ ابل پڑا‘ جسم پر رقت
طاری ہو گئی‘ زبان رک گئی‘ گردن جھک گئی‘ پھر نہ جانے
کیا کیا کہا‘ کیا رب سے مانگا‘ کیا شہ عربؐ سے عرض
کیا‘ مجھے اس کی کوئی خبر نہ رہی‘ دائیں بائیں سے بے خبر
ہو کے کچھ نہ کچھ تو کہتا اور مانگتا رہا‘ پر یاد نہیں:

جلوہ گاہ ناز سے پردوں کا اٹھنا یاد ہے
پھر کیا ہوا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش ہے

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس
پر تحفہ سلام پیش کرنے کے بعد یار غار‘ وفادار نبوت‘ رفیق
و شفیق پیغمبر‘ جس پر شفیق ہے لقب جس کا عتیق ہے‘ جو
مشہور ابوبکر صدیق ہے‘ یعنی خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ
کی ذات اقدس کو خراج محبت و عقیدت پیش کیا‘ جن کی
وفاؤں‘ اداؤں کا تذکرہ قیامت کی صبح تک ہوتا رہے گا
جن کو زبان نبوت سے صدیق و عتیق کا لقب عطا ہوا‘ جن

کو قرآن مجید نے ثانی اثنین کہا' جب اس ہستی کے سامنے راقم الحروف سلام عقیدت پیش کرنے کے لئے کھڑا تھا تو اس عظیم شخصیت کی زندگی کا سارا نقشہ ذہن میں گردش کر رہا تھا' اسلام اور پیغمبر اسلام کی خاطر ان کا ایثار' ان کی قربانیاں' ان کی وفائیں' ان کے دور خلافت کے مجاہدانہ کارنامے' مخصوصاً مرتدین' منکرین زکوٰۃ اور منکرین ختم نبوت کے خلاف ان کا جذبہ جہاد یاد آنے لگا' کسی نے کیا خوب ان کو خراج عقیدت پیش کیا ہے:

ہے زمانہ معترف صدیق تیری شان کا
صدق کا' اخلاص کا' ایمان کا' ایقان کا
تجھ سے پھیلا نور اسلام عرب میں اور شام میں
مٹ گیا نام ارتداد کفر کے طغیان کا
انبیاء کے بعد رتبہ ہے تیرا سب سے بلند
مقتدا ہے تو علیؓ کا ابو ذرؓ و سلمانؓ کا

☆ ☆

پروانے کو شمع بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

صدیق اکبرؓ کو سلام عقیدت پیش کرنے کے بعد مراد نبیؐ داماد علیؓ فاتح قیصر و کسریٰ فاروق اعظم سیدنا عمر ابن خطابؓ کو سلام عقیدت پیش کیا' جن کی جرأت ایمانی سے آج بھی کفر لرزہ براندام ہے' جن کے عدل و انصاف کے چرچے قیامت تک عام رہیں گے' جن کو زبان نبوت و رسالت سے فاروق کا لقب عطا ہوا' جن کی رائے اور مشورہ کے عین مطابق وحی الٰہی نازل ہوتی ہے' جن کے خطوں پر دریا چلتے ہیں' جن کا پیغام ہوائیں اسلامی لشکر تک پہنچاتی ہیں' جن کے درے پر زلزلہ ختم ہوتا ہے' جن کے خوف اور ڈر سے شیطان راستہ تبدیل کر لیتا تھا' جنہوں نے کھلے بندوں اپنے اسلام لانے کا اعلان فرمایا' جنہوں نے سب سے قبل مسلمانوں کے لئے بیت اللہ کا دروازہ کھلوایا' جنہوں نے ڈنکے کی چوٹ ہجرت کی اور اس موقع پر کفر کے سرداروں کو للکارتے ہوئے فرمایا تھا: ''جس نے عورتوں کو بیوہ کرنا ہو' جس نے اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو' جس نے مولی و گاجر کی طرح اپنا سر کٹوانا ہو میرا مقابلہ کرے' آج میں تم سب کو بتا کر ہجرت کر رہا ہوں' جرأت و بہادری اور عدل و انصاف کے اس شہنشاہ کو سلام عقیدت پیش کرتے وقت عجیب کیفیت تھی۔ جس کو خاتم الانبیاءؐ نے خود ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش فرمایا:

''لو کان بعدی نبی لکان
عمر ابن خطاب—'' (الحدیث)

اے فاتح فارس و روم عمرؓ اے فاتح مصر و شام عمرؓ
روشن ہیں تمہارے کام عمرؓ روشن ہے تمہارا نام عمرؓ

آنسوؤں کی برسات میں' ان مقدس ہستیوں کو الوداعی سلام عقیدت پیش کر کے بوجھل قدموں کے ساتھ چند قدم چل کر مسجد نبوی کے باہر گنبد خضریٰ پر نگاہیں جم گئیں' اپنے ساتھیوں مولانا لاشاری صاحب اور احمد عثمان ایڈووکیٹ کے انتظار میں گم و سم کھڑا تھا گنبد خضریٰ کے حسن و جمال اور اس کے کمال کا حسین و جمیل نظارہ' اس کے حسن کا دلکش منظر آنکھوں کے راستہ سے دل میں اترتا جا رہا تھا اور نگاہیں یہاں سے ہٹنے کا نام ہی نہ لیتی تھیں' ٹولیوں کی شکل میں جب لوگ روضۂ اقدس پر سلام پیش کر کے نکل رہے تھے تو یہ حسین منظر دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ لوگ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے اور ہدایات لے کر باہر آ رہے ہیں اور اپنے اپنے مسائل کمال والے آمنہ کے چاند' ہادی برحقؐ رحمۃ للعالمین' خاتم المرسلین کی خدمت میں پیش کر کے قرآن و سنت کی روشنی میں اتنی جلدی انہیں حل کروا کے آ رہے ہیں۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے کیا خوب کہا:

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں' یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

تخلیق دو عالم کا سبب یہی ہے خورشید
اس نور رسالتؐ کی تجلی ابدی ہے

کافی دیر تک بندہ گنبد خضریٰ پر نگاہیں جمائے اس کے حسن و جمال میں محو دید رہا اور ارد گرد کی کچھ خبر نہ رہی' اچانک مولانا عبدالعزیز لاشاری اور بھائی احمد عثمان صاحب ایڈووکیٹ کی آوازوں نے چونکا دیا۔ مولانا چلیں کافی دیر ہو گئی ہے اور ہم نے نماز فجر بیت اللہ جا کر پڑھنی ہے' بھیگی اور پُر نم آنکھوں کے ساتھ چلتے ہوئے شاعر کی زبان میں آخری سلام عقیدت پیش کیا اور ہم تینوں ساتھی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوئے:

لاکھوں کروڑوں سلام اس آقاؐ پر' جس نے توڑ دیئے
دنیا کو دیا پیغام سکوں' طوفانوں کے رخ موڑ دیئے
اس محسن اعظمؐ نے کیا کیا نہ دیا' انسانوں کو
منشور دیا' دستور دیا' کچھ راہیں دیں' کچھ موڑ دیئے

رہائش گاہ پہنچ کر سامان اٹھایا اور مغموم دل' بوجھل قدموں کے ساتھ کوچ اسٹیشن کی طرف چل پڑے' باب السلام کے متصل رخ قریبی چوک میں آ کر کوچ پر سوار ہوئے' سامنے مسجد نبوی کی روشنیاں اور جگمگاتے مینار نظر آ رہے تھے۔ مدینہ طیبہ آتے ہوئے لبوں پر درود پاک تھا' اب جاتے ہوئے زبان تلبیہ دہرا رہی تھی' تھوڑی دیر بعد کوچ نے سفر شروع کیا تو راقم حرم نبوی اور گنبد خضریٰ کو مسلسل حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا رہا' یہاں تک کہ وہ نظروں سے تو اوجھل ہو گیا' لیکن دل میں سما گیا' کوچ تیز رفتاری کے ساتھ ہمیں لے کر مدینہ طیبہ سے بہت آگے نکل گئی اور دل پیچھے رہ گیا:

چھوڑ آیا ظہوری میں دل و جان مدینے میں
اب جینا مجھ کو یہاں دشوار نظر آئے

(جاری ہے)

# شب قدر: برکت والی رات

افضال ریحان

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح الامین اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔ سلامتی والی ہے یہ رات طلوع فجر تک۔'' (القدر)

قرآن میں ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے:

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔'' (البقرہ)

سورۂ دخان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:''انا نزلنہ فی لیلۃ القدر مبرکۃ''...ہم نے اس (قرآن) کو برکت والی رات نازل کیا ہے...

امام زہریؒ لکھتے ہیں:''شب قدر عزت و عظمت والی رات ہے۔''

تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا: (حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل اور حضرت یوشع علیہم الصلوٰۃ والسلام) جو اسی سال تک اللہ کی عبادت میں یوں مشغول رہے کہ پل جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حیرت ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور سورۂ قدر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو اس سے بھی افضل چیز عطا فرما دی ہے۔ بیہقی کی ایک طویل روایت یوں ہے:

''جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ وہ فرشتوں کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر اتر جائیں، چنانچہ وہ اترتے ہیں اور ان کے پاس ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جسے وہ بیت اللہ کی چھت پر نصب کر دیتے ہیں۔ جبریلؑ کے سو بازوؤں میں سے دو ایسے ہیں جنہیں وہ شب قدر ہی کو پھیلاتے ہیں جو مشرق و مغرب تک محیط ہو جاتے ہیں۔ فرشتے اس رات عبادت گزاروں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں میں آمین کہتے ہیں اور طلوع فجر پر جب جبریل انہیں روانگی کا حکم دیتے ہیں تو یہ دریافت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ جواب ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نظر رحمت سے دیکھ کر ان سب کو اسی رات میں معاف کر دیا ہے سوائے چار آدمیوں کے صحابہ کرامؓ کے استفسار پر پیغمبر خدا نے ان چاروں کی وضاحت فرمائی: (۱) شراب نوش، (۲) والدین کا نافرمان، (۳) رشتہ توڑنے والا، (۴) کینہ رکھنے والا۔''

اس بابرکت رات کی فضیلت میں تو کوئی کلام ہی نہیں ہے لیکن اختلاف یہ ہے کہ یہ رات کون سی ہے؟ اس کے متعلق پچاس کے قریب مختلف اقوال وارد ہوئے ہیں لیکن علما کی بہت بڑی تعداد اس پر متفق ہے کہ یہ رمضان کی آخری طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے اور غالب رائے یہی ہے کہ وہ ستائیسویں کی رات ہے لیکن امت کا ذوق شوق قائم رکھنے کے لئے اسے قدرے الجھاؤ میں رکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں ذخیرہ احادیث میں بہت سی روایات ملتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''شب قدر رمضان کی آخری دس طاق راتوں میں سے ایک ہے یعنی اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا انتیسویں۔'' (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ:''شب قدر رمضان کی ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے۔''

حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا گیا کہ آپ یہ کس بنا پر فرماتے ہیں؟

جواب دیا:''میں یہ بات اس نشانی کی بنا پر کہتا ہوں، جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی تھی اور وہ یہ کہ شب قدر کی صبح جب سورج نکلتا ہے تو اس کی شعاع (تیز) نہیں ہوتی۔''

حضرت ابوذرؓ نے واضح فرمایا کہ اصحاب

رسولؐ میں سے بہت سے حضرات کو اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ کی یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر رمضان کی آخری دس راتوں میں اعتکاف فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق صرف ایک موقع پر اس میں استثنا ہوا جسے آپ نے شوال کے پہلے عشرہ میں پورا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری رمضان میں پورے بیس دن معتکف رہے۔

بخاری ومسلم ومسند احمد کی روایات میں لیلۃ القدر کی اہمیت یوں بیان کی گئی ہے:

”جو شخص شب قدر میں ایمان، احتساب اور اجر کی خاطر عبادت کے لئے کھڑا رہا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو گئے۔“

”شب قدر رمضان کی آخری دس راتوں میں ہے جو شخص ان میں اجر کی طلب لئے کھڑا رہا، اللہ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا۔“

یہاں یہ واضح رہے کہ ہزار مہینوں سے مراد محض ۸۳ سال ۴ مہینے نہیں ہیں بلکہ عربی قاعدے کے مطابق یہ کثیر تعداد کا تصور دلانے کے لئے ہے۔ شب قدر کی تلاش میں ہمارے مردوں کے مساجد میں اعتکاف بیٹھنے کا رواج تو ہے لیکن خواتین کو گھروں تک محدود سمجھا جاتا ہے جبکہ بخاری ومسلم کی متفقہ روایت کے مطابق حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہیں کہ:

”ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واعتکف معہ بعض نسائہ“

ترجمہ: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بعض عورتوں نے بھی اعتکاف کیا۔“

## شب قدر کی خاص دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شب قدر کون سی رات ہے، مجھے بتایئے کہ میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگوں؟ آپؐ نے فرمایا یہ دعا مانگو:

”اللھم انک عفو کریم تحب العفوا فاعف عنی۔“

ترجمہ: ”اے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنا تجھے پسند ہے مجھے بھی معاف فرما دے۔“

☆☆......☆☆

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلر
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
شمز کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ
این آر ایونیو، حیدری پوسٹ آفس بلاک ”جی“ برکات حیدری ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail: jabbarcarpet@cyber.net.pk

# نمبر خاص بیاد حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ضروری گزارش

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قارئین کرام! شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ حضرتؒ پر خاص نمبر شائع کیا جائے گا۔ قارئین کرام کے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہوگا کہ اس وقت تک حضرت مخدوم المشائخ رحمۃ اللہ علیہ پر جو کام تکمیل کے مراحل میں ہے، اس کی مختصر رپورٹ یہ ہے:

۱:... ایک کتاب جو سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہے اور وہ تمام کی تمام حضرت امیر مرکزیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ ہے۔ اس میں ایک حرف بھی کسی اور کا نہیں ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو حضرت قبلہؒ کی خودنوشت پچیس سالہ ڈائری ہے، جو آپ یومیہ تحریر فرماتے تھے۔

اللہ رب العزت بہت ہی جزائے خیر نصیب فرمائیں۔ مخدوم زادہ مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کو آپ نے ان کو مرتب فرمایا، کمپوزنگ کرائی، پروف ریڈنگ ہوئی اور اب وہ کتاب پریس میں ہے، امید ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مارکیٹ آجائیں گی۔ خانقاہ عالیہ سراجیہ سے مزید تفصیلات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

۲:... اسی طرح معلوم ہوا ہے کہ محترم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب جو ہمارے حضرت قبلہؒ کے بہت گہرے عقیدت مند اور مرید مخلص ہیں۔ انہوں نے حضرت قبلہؒ کی سوانح پر ضخیم کتاب مرتب کی ہے، وہ بھی بس آیا ہی چاہتی ہے۔

۳:... مولانا سرفراز حسن حمزہ صاحب خدامی جو ہمارے مخدوم حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ کے پوتے اور حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب کے باصلاحیت صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے اپنے دادا حضرت شیخ الحدیثؒ کے نام مبارک پر ماہنامہ ''صفدر'' کا اجراء کیا ہے، وہ اپنے رسالہ کا حضرت مخدوم المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی یاد میں ایک وقیع نمبر شائع کرنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ رمضان المبارک میں وہ آجائے گا۔

۴:... فقیر راقم نے حضرت قبلہؒ پر ایک کتاب ترتیب دینی شروع کی ہے، ہوگا تو وہی جو اللہ رب العزت کو منظور ہے، تاہم اپنا شیخ چلی والا پلاؤ یہ ہے کہ وہ کتاب ختم نبوت کانفرنس چناب نگر تک شائع ہوجائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

۵:... ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی / ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ضخیم نمبر حضرت قبلہؒ کی یاد میں شائع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس کے بعد پھر آج تک کوئی مزید اعلان شائع نہ ہوا۔ اس کی تیاری میں لگ گئے تھے۔ اب بحمدہ تعالیٰ اس قابل ہوگئے ہیں کہ اعلان کرسکیں کہ ایک نمبر انشاء اللہ العزیز بڑی آب وتاب کے ساتھ بہت جلد یعنی ماہ شوال کے آخر یا ماہ ذوالقعدہ کے اوائل میں شائع ہوجائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

قارئین! سے درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں مزید کوئی مضمون حضرت قبلہؒ کے حوالہ سے اس نمبر کے لئے یا اور کوئی چیز بھیجنا چاہتے ہیں تو مزید اب تاخیر کی گنجائش نہیں۔ فوراً سے بھی قبل جو اس نمبر میں شائع کرانا چاہتے ہیں وہ ارسال کریں، اس میں اب تاخیر نہ فرمائیں۔ اشتہاری صفحہ پانچ ہزار سے کم نہ ہوگا اور یہ کہ کوئی اعزازی اشتہار شائع نہیں ہوگا۔ نہ خود شرمسار ہوں نہ ہمیں کریں۔

حضرت قبلہؒ کے جملہ صاحبزادہ صاحبان سے بہت ہی ادب کے ساتھ استدعا ہے کہ وہ کوئی اپنا مضمون یا اپنے حلقہ سے متعلق کسی بھی قسم کا مضمون یا اشتہار شائع کرانا چاہتے ہیں تو فوری توجہ فرمائیں۔ عید کے فوراً بعد اس کام کو انشاء اللہ ہنگامی بنیادوں پر پایہ تکمیل تک پہنچا کر اپنے فرض و قرض سے سبکدوش ہوں گے۔ امید ہے کہ اپنی مخلصانہ دعاؤں میں بھی یاد رکھیں گے۔

مضامین کراچی دفتر کے پتہ پر ارسال کئے جائیں۔ ای میل کا پتہ یہ ہے: editorkn@yahoo.com

## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

# شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

**اپیل کنندگان**

قائم مقام امیر مرکزیہ

**مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر**

**مولانا عبدالمجید لدھیانوی**

ناظم اعلیٰ

**مولانا عزیز الرحمٰن**

**ترسیل زر کا پتہ**

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583486, 061-4783486

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

**نوٹ**

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔